

ایک غیر مطبوعہ قلمی دستاویز

صابر تھاریانی کے گجراتی قطعات

جوش ملیح آبادی

کا منظوم اردو ترجمہ

تحقیق و تدوین

ڈاکٹر ہلال نقوی

ایک غیر مطبوعہ قلمی دستاویز

صابر قاریانی کے گجراتی قطعات
جوش ملیح آبادی
کا منظوم اردو ترجمہ

تحقیق و تدوین

ڈاکٹر ہلال نقوی

الفاظ فاؤنڈیشن، کراچی

پہلا ایڈیشن

۲۰۱۳ء

ترویجِ علم و ادب کے لیے کوئی بھی ادارہ اس کتاب کو شائع کر سکتا ہے
— لیکن —

الفاظ فاؤنڈیشن اور ڈاکٹر ہلال نقوی سے اس کی اجازت ضروری ہے

پہلی الفاظ فاؤنڈیشن محفوظ ہیں

ادارہ مخدور کا پی

۲۰۰ روپے — 10 ماہ کی ادھر

جملہ حقوق:

کپی رائٹ:

قیمت:

Alfaz Foundation Karachi

B-116/A Anzoha society Sector 37-A, Scheme 33,

Gulzar-e-Higri Karachi-75290

E-Mail: alfazfoundation.dkn@gmail.com

Phone: 021-34430588 Cell: 0346-2731947



انتساب

جوشِ میسرِ ملی کیشی، اسلام آباد کی صدر،
جوشِ ملیح آبادی کی پوتی..... تبسم اخلاق

اور

جوشِ ادبی قاعدہ ٹرین، اسلام آباد کے صدر،
جوشِ ملیح آبادی کے نواسے..... فرخ جمال ملیح آبادی کے نام

اس امید کے ساتھ
کہ جوشِ صاحب کے غیر مطلوبہ ادبی اکائے کے تحفظ و فروغ
کے لیے یہ اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے

جوش ملیح آبادی سے متعلق ڈاکٹر ہلال نقوی کی مطبوعات

جوش ملیح آبادی کی نادر و غیر مطبوعہ تحریریں	۱۹۹۲ء	حیات اکیڈمی کراچی
عرفانیات جوش	۱۹۹۲ء	ادارہ احیاء تراث اسلامی، کراچی
جوش ملیح آبادی شخصیت فن	۲۰۰۷ء	اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد
جوش کے اٹھاپنی سرچے	۲۰۱۰ء	توحید اسلامک سینٹر، ناروے
اوراقی جوش	۲۰۱۰ء	انکھار سنز لاہور
عرفانیات جوش (اضافوں کے ساتھ)	۲۰۱۱ء	ادارہ احیاء تراث اسلامی، کراچی
یادوں کی برسات کا قلمی نسخہ	۲۰۱۳ء	جوش انٹرنیٹ سوسائٹی، کینیڈا
صابر قاریائی کے گہرائی قطعات		
محکمہ ترجمہ جوش ملیح آبادی	۲۰۱۳ء	انکھار سنز لاہور

زیر طببع

جوش ملیح آبادی، ایک اجمالی مطالعہ	انکھار سنز لاہور
ردہجہ اقبال پر جوش کے حواشی	ادارہ احیاء تراث اسلامی، کراچی
جوش ملیح آبادی کے انٹرویوز	انکھار سنز لاہور
جوش شناس کا یادوں کی برسات نمبر	انکھار سنز لاہور

زیر تدبیر

- کلیات جوش۔ جوش ملیح آبادی کی منتخب تحریریں۔ جوش کے قواعد نامے۔ اشاریہ جوش۔
جوش کی نظم و آکر سے خطاب۔ یادوں کی برسات (جدید ایڈیشن)۔ دوسرے جوش تو مر گیا۔
یادوں کی برسات کا تنقید کا محراب۔

مقدمہ

میر و سودا سے لے کر ہمارے دور تک، اردو کے جن عظیم و اہم ترین شعراء کی شعری تخلیقات و نثری تحریریں اچھائی بے دردی سے نکھری ہوئی ہیں ان میں اگر صرف ایک ہی نام لینا مقصود ہو تو میں بغیر کسی توقف کے جوش ملیح آبادی کا نام لوں گا۔ میر و سودا، غالب، انیس، اقبال اور پھر فراق، مجاز، فیض، جمیل، مظہری، حفیظ، جالندھری، جلی سردار جعفری، ن م راشد، احمد ندیم قاسمی اور احسان دانش ان تمام شعراء کی شاعری اور دوسری تحریریں ملکی تقریباً یکجا کی جا چکی ہیں۔ صرف ایک جوش ملیح آبادی ہی ہیں جن کے تمام تراویں اچھے گو اب تک یکجا نہیں کیا جاسکا۔ انہوں نے معاصرین کے مقابلے میں یقیناً بہت کچھ لکھا ہے، غزل، نظم، ڈراما، مرعے، مدحیہ شاعری، دیباچے، انکاریتہ، کالم نگاری، مقالات، تنقیدی مضامین، خودنوشت، خطوط، یہ سب کچھ ان کے یہاں بہت کثرت سے موجود ہے، لیکن کیا کثیر تصانیف ہوئی اس بات کا سبب ہے کہ انہیں یکجا نہیں کیا جاسکا۔ یقیناً یہ ایک پہلو تو ہو سکتا ہے کہ انہیں سینہ تازے مشکل تھا، یا ہے لیکن اس احتکار کا جو سب سے بڑا سبب ہے وہ یہ ہے کہ ان پر جمیدگی سے کام کیا ہی نہیں گیا۔

اس زاویے سے اگر بحث چھڑ گئی تو بات بہت دور تک چلی جائے گی جبکہ صابر قمار پانی اور جوش ملیح آبادی کے حوالے سے پیش نظر کتاب کے حقیقی موضوع سے بڑا اس وقت درست نہیں ہوگا۔ مختصراً یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ جوش صاحب کے ہمارے میں اردو کے متعدد ادیبوں اور نقادوں نے اپنی ادبی اثری، ان کی زندگی اور شخصیت میں دواڑیں ڈالنے پر خرچ کی۔ دو چار قلم کاروں کے علاوہ کسی نے ان کے شعری ہنر، تخلیقی عظمت اور ان کے علمی و ادبی کاموں پر اس طرح توجہ نہیں کی جو ان کا حق تھا، ان سے تخلیقی و ادبی انہیں رکھنے والوں کا یہ ملال اپنی جگہ پر کہ ان کی مطبوعات دستیاب نہیں ہوتیں لیکن ان کے قارئین کے اس اضطراب اور رنج کا بھی بظاہر کوئی مدا نظر نہیں آتا کہ جوش صاحب کا غیر مطبوعہ ادبی اثاثہ کہیں برباد اور ضائع نہ ہو جائے۔

جوش صاحب کی آئندہ منتشر غریبوں کی تلاش کے لیے اور بچے سفر پر لگے تو ایسے ایسے نوادارت کا پتہ

چنانچہ روزہ رفتہ روز ان آیا کہ آپ نے مسلمانوں کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار نکالا جسے توقعات سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ کچھ دن کے بعد ایسے وسائل بھی پہنچے کہ آپ نے تین زبانوں (اردو، انگریزی اور گجراتی) میں روزنامہ 'آواز' کی اشاعت شروع کر دی جس کے بعد آپ کی صحافت کی بھی اور مضامینات میں دھوم مچ گئی۔ حسن اتفاق سے اسی زمانے میں قائد اعظم نے اتحاد مسلمین کا نعرہ بلند کیا اور اس مقصد کی ترویج کے لیے اس نظریے کے مقتصدین نے ایک اخبار کی اشاعت کا منصوبہ بنایا۔ کئی لاکھ کے سرمائے سے اخبار نکالنے کی اسکیم مرتب کی گئی اور قائد اعظم نے بھی اس کے ہزار ہا مسلمانوں کے مجمع میں، جو مختلف فرقوں کے فرزندانِ توحید پر مشتمل تھا، مہمانِ محبین صاحبِ صابر قاریانی کو اس کی ادارت کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ روزنامہ گجراتی زبان میں وطن کے نام سے بڑی آب و تاب کے ساتھ منظرِ عام پر آیا اور نہایت کامیابی اور قبولِ عام کے ساتھ قائد اعظم کی سرپرستی میں قوم و ملت کی خدمت انجام دیتا رہا۔ ☆

یہ اقتباس صابر قاریانی کی بنیادی شخصیت کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی اسے ہجرت کر کے جو گجراتی گھرانے کراچی آکر آباد ہوئے ان میں صابر قاریانی کا خاندان بھی تھا۔ اس شہر میں دو حوالوں سے وہ جانے پہچانے گئے۔ ایک تو ان وہ ہنرمندی تھی جو انہیں مہارتِ ساز ہونے کے سبب حاصل تھی۔ وہ ایک بڑے آرٹیفکٹ تھے۔ اگرچہ گجراتی شاعری میں انہیں ایک ایسا درجہ حاصل تھا کہ گجراتی زبان و صحافت کی ممتاز شخصیت فرما رہی تھے انہیں گجراتی شاعری کا نام کہا ہے لیکن کراچی میں اردو کے فروغ اور یہاں منصفانہ شعری نشستوں نے انہیں اردو شاعری سے بھی بہت قریب کیا۔ اردو لکھتے تو کسی اور روٹائی شاعری کی انتہائی ممتاز شخصیت نسیم امروہوی کے سامنے انہوں نے زانو کھٹکے کیا۔ ☆

یہ ۱۹۶۳-۶۵ء کا زمانہ تھا جب جوش ملیح آبادی نے کراچی کے نوآبادیاتی فیزکس پر اپنی امیریا کے جلاک

☆ جوش ملیح آبادی، صابر، حسن مذاہلی، کراچی، ۱۹۷۱ء، ص ۷۰

☆ پاکستان میں نسیم امروہوی کی زیادہ شہرت بحیثیت مرثیہ نگار قائم ہوئی لیکن وہ روٹائی شاعری کے علاوہ اردو زبان و ادبیات کی بھی اہم شخصیت تھے۔ ان کی مرثیہ لکھتے نسیم اللغات، کولرنگ، گارڈی، دھت، سادگی کی طرح جس ایک خاص حیثیت حاصل ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ صابر قاریانی نے ان سے اردو زبان و ادبیات کا ایک طرغ سے درس بھی لیا، ان کی غزلوں کا مجموعہ، دیوان صابر (۱۹۷۱ء) انہوں نے ان کی شاعری کی بیاض، نگار، تصنیف (۱۹۷۰ء) نسیم امروہوی کی اصلاح سے آمات ہے۔ نسیم امروہوی کی ادبی خدمات پر مشتمل کتاب 'مرثیہ نسیم' (۱۹۷۳ء) میں ماقم المصنف کا مضمون نسیم امروہوی کے خلاف شامل ہے جس میں صابر قاریانی کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

میں ایک ہزار گز پر مشتمل اپنے پلاٹ ۱۳۸۰ ذی ہجری پر گھر کی تعمیر کا ارادہ کیا۔ منور عباس انڈوکیت اور نسیم امروہوی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اس سلسلے میں صابر قاریانی سے رجوع کریں۔ کراچی کے معروف وکیل منور عباس جوش صاحب کے قریبی حلقہٴ احباب میں تھے جبکہ نسیم امروہوی ترقی اردو بورڈ کی سب سے بڑی الفت کی تکمیل و تہذیب کے سفر میں جوش صاحب کے ہم رکاب تھے۔ منور عباس صاحب نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ جب صابر قاریانی جوش صاحب سے ملے تو جوش صاحب انہیں پہچان گئے کہ ہمیں میں صابر صاحب سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔ صابر قاریانی نے بہت توجہ اور لگن سے جوش صاحب کے مکان کی تعمیر اور صورت گری میں بے لوث کردار ادا کیا جس سے جوش صاحب بھی بہت متاثر ہوئے اور ان کے دل میں صابر قاریانی کے لیے اغلاص و مروت کا جذبہٴ آجا گر ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ یادوں کی برسات کے ایک باب، میرے پاکستانی دوست، میں، انہوں نے صابر قاریانی کا تذکرہ بہت محبت اور سادہ دلی کے ساتھ کیا۔

’وہ عظیم خدمات کر (آرٹیکلٹ) کہہ سونی حریف شاعر ہیں۔ ان کے دماغ میں ہزاروں تاج
معل کرتے اور سر پہ فلک مداروں میں تبدیل ہو کر ان کی خلاق کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔
میرے مکان ’نیت الشرف‘ کا نقشہ بھی انہوں نے ہی بنایا تھا، اگر میرا خطرناک ٹھیکہ دار جس کا
نام اکرم ہے، اس کی صورت نہ بگاڑ دیتا تو آج میرا مکان دیکھنے کے قابل ہوتا۔ ان کی مادری
زبان گجراتی ہے، لیکن، گجراتی کی طرح، وہ اردو میں بھی، شعر کہتے ہیں، ان کی شاعری انسان دوستی
سے بھری ہوئی ہے۔ میں نے ان کے چند گجراتی قطعات کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، جو ’صابر کے
مولیٰ‘ کے نام سے شائع ہو چکا ہے، وہ میرے پرانے، ہمیں کے زمانے سے ’دوست ہیں۔
ہمارے‘ دوستانہ دوستی کی پائے داری، ایک عجیب چیز ہے۔ میں حدودِ جنس نہ ہوں، وہ متقی اور مہربان
ناک حد تک متقی ہیں۔ اور یہ بہادری، بہادری پر ہوا ہے کہ وہ محبت کی بناء پر میری زندگی سے مصالحت کر
چکے ہیں، اور میں، دوستِ قلب کے باعث، ان کے تقوے کو صاف کر چکا ہوں اور ہماری دوستی:

تم، عظم جھوڑ دیجے، ہم، ترک آہ کرتے

کچھ تم نہا کرتے، کچھ ہم نہا کرتے

کے جانے پر قدم رکھتی، جلی جا رہی ہے۔

’’مقامِ اسطوخ کی کتاب، یادوں کی برسات کا قلمی نسخہ جسے حال ہی میں لکھری سوسائٹی، کینیڈا نے شائع کیا ہے اس میں وہ
غیر مطلوبہ اضافی مکی جلی مرحوم شاعر کے لیے ہیں جو اب تک لکھا تھا جس میں ایک باب ’میرے پاکستانی دوست‘ کا بھی ہے
جس میں دوسرا حباب کے ساتھ صابر قاریانی پر بھی جوش صاحب نے لکھا ہے۔

جوش صاحب کے مظلوم تر تھے کے ساتھ جب شعری مجموعہ 'صابر' کے موتی 'مطر عام' پر آیا تو اس میں جوش صاحب کا لکھا ہوا

ایک تعارفی صفحہ بھی تھا۔ اس کے دو اقتباس میں یہاں نقل کر رہا ہوں۔
پہلا اقتباس:

'_____ بیان کے قطعات کا مجموعہ ہے 'صابر' کے موتی 'کے نام سے جس میں بد قسمتی سے گہرائی جانا نہیں اس لیے میں نے صابر صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے ہر قطعے کے نیچے اردو ترجمہ درج کر کے میرے حوالے کر دیں۔ جب ترجمہ میرے سامنے آیا تو میری آنکھیں کھل گئیں، میں تو ان کے متعلق صرف اس قدر جانتا تھا کہ وہ فنِ تعمیر کے بہت بڑے ماہر ہیں اب پتہ چلا کہ وہ نام نہاد شاعر بھی ہیں، اور اچھے شاعر ہیں۔ یعنی اگر ایک طرف وہ شاہ جہاں کے مانند تاجِ گلِ تعمیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف کیر داس کے مانند وہ اپنی شاعری کے ذریعے سے حبِ نوع انسان کا درس بھی دے سکتے ہیں۔'

دوسرا اقتباس:

'_____ میں نے 'صابر' کے موتی 'کا اردو ترجمہ کیا اور کوشش کی ہے کہ صابر صاحب کے بنیادی خیالات میں کوئی فرق نہ آنے پائے البتہ 'نہجِ داس' کے طور پر کہیں کہیں کچھ تیل بولنے والا رہا ہے لیکن اصل کی معنویت پر آج بھی آنے والا ہے۔'
راقم السطور کے ذخیرہ نوادرات میں اس کا جو جگہ کی اسٹوٹنٹو ہے۔ _____ وہ اصل حقائق تک نہیں لے جاتا ہے

☆ _____ صابر قادیانی کے کئی شعری سوانح اور کچھ جانشین میں نے نیم امرہ ہولی صاحب کے پاس دیکھی تھیں جس میں ان کی فزینس بھی تھیں۔ انہی قطعات، قصائد اور سرے بھی تھے۔ وہ اکثر نیم صاحب کے پاس آیا کرتے تھے۔ ان ملاحظوں کو دیکھتے ہوئے ان سے مشورہ بھی کیا کرتے تھے۔ جو ملاحظات درست ہو جائیں وہ صاف صاف دوبارہ نقل کر لیتے تھے۔ کبھی اصل سوانح لے جاتے تھے کبھی نیم صاحب کی کتابوں کی الماری میں وہ رکھے رہتے۔ ان کی گہرائی شاعری کے بھی کئی اور اعلیٰ الماریوں میں نظر آتے۔ _____ صابر قادیانی بہت حسین، بڑا بارہر، لطیفہ طبعیت رکھتے تھے۔ اہل علم کی قدر دانی میں ان کا سلوک لائقِ تحسین تھا وہ اگرچہ عمر میں نیم صاحب سے ایک دو سال بڑے ہی تھے لیکن اپنے استاد کا احترام ہمیشہ ان کے قلبی نظر رہتا تھا۔ _____ گلی سوانح کے بارے میں میرے حقیقی استاد کو روزِ دلکش دیکھ کر کہتے ہوئے نیم امرہ ہولی صاحب نے ۱۹۷۴ء میں صابر قادیانی کی یہ قسمیں بھی مل گئی تھیں جس میں جوش صاحب کے کچھ ہونے مظلوم تر تھے شامل تھے۔ 'صابر' کے موتی کی اشاعت کے بعد پائل گلی سوانح صابر صاحب نیم صاحب کی کتابوں کی الماری میں رکھے گئے تھے۔ اس کی جلد کھلی ہوئی تھی اس گلی بیاض کے چند ابتدائی صفحات ضائع ہو گئے تھے، باوجود کتابت کے کتب کے پاس رکھے تھے۔

صاحب کے سوتی نہیں کیوں کہ مگر قیصر شامل نہیں کیا گیا تھا اس لیے صرف اردو حصے کو دیکھ کر یہ جاننا مشکل تھا کہ جوش صاحب نے زہب داساں کے لیے جو نکل بونے بڑھائے ہیں ان کی شعری نوعیت کیا ہے اور ان اصنافوں کی ہوتی تو رکاوٹیں کیوں کر کیا جائے۔ لیکن اصل مسودے سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ مگر قیصر اشعار کے ساتھ صاحب کا قرار پائی ہے اردو میں جوش صاحب کے لیے اس کا کچھ مربوط اور کچھ بے مربوط ترجمہ ہر سطر پر کیا (جو کسی سے کرایا) اور پھر اسی سطر پر جوش صاحب نے اسے محکوم قالب میں ڈھال دیا۔ اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جوش صاحب کے نکل بونے نے کیا شعری گھستاں بھاڑا ہے۔

دہندہ ہاتھ نیگہ پر لکھتے ہوئے، جوش صاحب نے، یادوں کی برات میں اس زلوے خیال پر کہ شاعری کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بہت جلد دوسرے جملہ حواریہ اظہار میں اپنے غلط فہمی کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ یہ اقتباس طویل ہے لیکن جوش نظر کتب کے موضوع سے کیونکہ بہت نزدیک ہے اس لیے اپنے قاری کے لیے ہم اسے شامل کر رہے ہیں۔

جوش صاحب لکھتے ہیں:

_____ میرا یہ غرض ہے کہ شاعری یا ایک ایسی انوکھی اور ماز دست چیز ہے کہ اس کا ترجمہ قطعی طور پر ہو ہی نہیں سکتا۔ ترجمہ کن ہے بلکہ شاعری آگینہ ترجمہ سندھ ہے بلکہ شاعری سو ترجمہ سندھ ہوا کا تجویز ہے اور شاعری، دہرائے خیال کا جبابہ اور میرے اس دعوے کے ثبوت میں طلب فرما لیجئے شاعری کے ان تمام ترجموں کو، جو اس دنیا میں آج تک ہو چکے ہیں، اور مجھ کو یقین ہے کہ جب وہ خاتہ شہادت میں آئیں گے تو میری ہی موافقت میں گواہی دیں گے، اور اس سلسلے میں اگر آپ عین نظر سے اس کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ خود کہہ نہیں سکتے کہ وہ تراجم سونے کی ڈبیراں نہیں، مٹی کے گڑھیلا اور بج بج کے لالہ لگی نہیں، کاغذ یا چائے سنگ کے پھول ہیں۔

میں یہ مان لینے پر اپنے کو آمادہ کر سکتا ہوں کہ شاعری کے ناقابل شمار دھاروں میں سے فقط ایک دھار ہے کہ کسی حد تک ترجمے کی گرفت میں لایا جاسکتا ہے۔ جس کو فطری شاعری کہتے ہیں۔ یعنی جہاں تک کہ شاعر کے مرکزی پیام اور اس کے فطری خیالات، فرمودات، نظریات، اور کلیات کا تعلق ہے، ان کا تقریباً کامیاب ترجمہ ہو سکتا ہے۔

لیکن شاعری کی وہ طبعی و ناقابل فہم نغائے بلند، جہاں الفاظ، لغات سے بہت کر کے آزادی حاصل کرتے اور اپنے سروں پر جدید معانی کے عمامے باندھ لینے ہیں، جہاں لہجوں کی ایک ایک کدھ سے نوپا موسیٰاب کے صد ہا لشکر نکل پڑتے ہیں۔ جہاں وہ مختلف انسل انسل کے احتیاج سے تازہ بہ تازہ مضامین کی ایک نئی نسل کو معرض وجود میں لایا جاتا ہے جہاں طوائف حرم کو

رقص اور قص کو طوافِ حرم کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے، جہاں اکائی کے دائرے میں اھلو کے سچے ہوا کرتے ہیں۔ جہاں دودھ کا مجموعہ چار نہیں بلکہ ایک ہوتا ہے، جہاں لٹی کے دوش پر اثبات کا قلم بھرایا جاتا ہے۔ جہاں تھوڑے سے اھل اور اھل سے گوار کا کام لیا جاتا ہے، جہاں نشتروں کی ٹوک سے درختوں میں آگ لگے دیتے جاتے ہیں، جہاں سب کے پورے دستے سے دوا اڑے ہر دھک دھکا جاتی ہے، جہاں آگے مٹکتے اور کھیاں کراہتیں ہیں۔ جہاں موتیوں سے آنسو، پور آنسوؤں سے موتی برسا کرتے ہیں، جہاں ایوانوں کے کٹاؤں میں کنار ہیں بجکتی ہیں۔ اور لالوں کے مسامات سے چنگاریاں اڑتی ہیں جہاں، دھب جانے کے بعد خضار کا منسوب ملتا ہے، جہاں دھک کر شوشے جڑ جاتے ہیں۔ جہاں تالوں کے تیشوں سے خمیے تراشے جاتے ہیں۔ جہاں نوحوں کی گود میں راگتیں بچتی اور راگتیں کی چھاؤں میں نوے پردوں چڑھتے ہیں۔ جہاں چگون کی ٹوک پر آسمان توڑے جاتے ہیں، جہاں پاؤں کی کھیروں سے زمین تابی جاتی ہے۔ جہاں ذہن کے سوپ میں اجرام پھنکے جاتے ہیں۔ جہاں شعور کی پھلتی میں کائنات چھلتی جاتی ہے، جہاں ہاتھوں کے شہروں میں تارے بسائے اور بندوں کی انگنائیوں میں لڑوں کے خیام منسوب کیے جاتے ہیں۔ جہاں انوں میں لالہ جلتے ہیں۔ لالہ کی کھوتی گاتی آئینے میں زہرا کی کمرل کھلتی ہے۔ اور کمر کی لپک سے دودھ دھاری تھوڑی لکھ پڑتی ہیں۔ جہاں بڑے گل، گیت بن جاتی، اور گیت سے جینوں کا بیکر، اختیار کر کے آگن جن میں بھاتا تانے لگتا ہے۔ جہاں صداؤں اور ہواؤں کو دیکھا اور پکھا جاتا ہے، جہاں آوازوں کی لہریں لہلاؤ کے جگر میں تیرتی جاتی ہیں۔ جہاں نکل کے پردوں کی دھاریاں، چٹانوں میں شکاف اھل دیتی ہیں۔ جہاں خود شناس خودیت، اپنے خاتے پر کلیت کا تاج کا کسے، کسے کو اپنے جڑ میں لپیٹ لیتی ہے، جہاں سانولے بھینٹے کی کوکھ سے بے شمار سہانے دھندلے پینا ہوتے رہتے ہیں، جہاں نفس کی معرکب سے نظامِ شمس کو پھایا جاتا ہے۔ جہاں میدان جنگ کی گھن گرج توپوں کی آواز میں مادھی رات کا سنا، سنا جاتی، اور مادھی رات کا سنا، اکھٹے سے گری اھلنی تھاں کی جھنکار میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور جس آفاق بدوش یادگار میں، رقصاں و گریزوں و قیوں کی اصطبلوں پر، کڑواؤں اور لہریں صدیوں تھرکتی نظر آتی ہیں۔ وہاں بچھ کر جب مترجم نگاہ اٹھاتا ہے تو اس کی ٹوپی گر جاتی ہے۔

☆ یادوں کی بات کاظمی نے خود اس کے لکھنے پر غیر ملکہ، ملکہ علی بیک، حفیظ، اہل، حفیظ، ممدوحین، ڈاکٹر بلال نقوی،

جوش صاحب اپنے شعری احساسات میں جن اسرارِ تنبیہات سے لبریز ہیں اس کی ایک متحرک اور زبرد
 تصور اس اقتباس میں عین نظر آتی ہے۔ خردان کی شاعری کا انگریزی ترجمہ بعض بڑی شخصیات نے کیا ہے مثلاً
 لیکن وہ اپنے اس نظریے میں راسخ ہیں کہ شاعری کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا جب وہ زور دے کر یہ بات کہتے ہیں
 کہ ہو ہی نہیں سکتا تو اس سے ان کی مراد یقیناً یہ نہیں ہوتی کہ ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بالکل ہو سکتا ہے، لیکن
 جوش صاحب شعریت اور ادبی عظمت کی جس بندی اور رفعت خیال کے ریلحہ درجات پر پرواز کی حس
 انتہا سے یہ بات کہتے ہیں وہاں سے نظر آنے والی ہر فکر، اور ہر جذبہ ہم ہی نظر آتا ہے اور وہ یہ اعلان کر دیتے
 ہیں کہ شاعری کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ترجمہ کرنے والا۔ شاعر کے احساس کی ہر ہنگامی کے رنگ اور خوشبو کو چھو
 ہی نہیں سکتا۔ لیکن جوش صاحب کے جو چند مضمون تراجم کا رشیب ادب کی نظر سے گزرے ہیں وہ اس
 بات کی تائید کریں گے کہ اگر ترجمہ کا حقیقت کار، کا قلم اور اس کے خیال کی اورائی روش مصنف کے احساس کی
 درونی کردار تک رسائی رکھتی ہو تو بہ اوقات ترجمہ اس حقیقت سے بھی زیادہ آجا کر ہو سکتا ہے۔ جوش صاحب
 نے کچھ مضمون تراجم کیے ہیں ان کی تحصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں البتہ صابر قاریانی کی گہرائی شاعری کا ان کا
 مضمون، رد ترجمہ جو نفا ضرور دیتا ہے۔ شاعری میں صابر قاریانی کے استاد، ماہرِ لسانیات اور ممتاز مرثیہ نگار شاعر
 نسیم امروہوی سے مجھے جوش صاحب کے مضمون ترجمے کا جو قلمی مسودہ ملا ہے اس کے کچھ صفحات تو اپنی فطرتی یا
 کاتب کے پاس رہ چائے کی وجہ سے ضائع ہو گئے اس کے باوجود اس کتاب میں صابر قاریانی کے ۱۰۰ سے
 زیادہ ایسے گہرائی تعلقات ہیں جن کو جوش صاحب نے اردو میں شعری وجود عطا کیا یہ کام بھی انہوں نے روا
 روی اور جلت ہی میں کیا، اصرار کے سوتی کے ہیں فقط میں انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ

_____ اگر زندگی مجھ کو فرصت دیتی تو یہ ترجمہ اور بھی گھر جاتا۔ مگر کیا کروں، گونا گوں مشاغل

کے جھرم میں جو کچھ قلم برداشتہ بن چکا ہے اسے پیش کر رہا ہوں۔ _____

ان سب کے باوجود اس مضمون ترجمے میں شعریت و دلایت کے احراج کے پہلو بہ پہلو صابر قاریانی کی تنبیہاتی و
 فکری تفلح سے بہت آگے کی بات حقیقتاً دنیا کی کے ساتھ دیکھی جا سکتی ہے۔ جلت میں کیے گئے اس مضمون ترجمے
 میں گہرائی تعلقات کا کم دیش تہائی حصہ زبانیات کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ جہاں خیال کی یکساں روش
 نکلا ہو گئی ہے وہاں ترجمہ کی ہوئی زبانی فکری ممانعت میں خود جوش صاحب کی زبانی سے قریب تر ہو گئی ہے۔

☆ _____ سردیانی اعجاز نے جوش صاحب کی نظم طوح بحر کا ترجمہ کیا اور ماہند احمد بیگم کو سنایا (بادشاہ کی رعایت میں ۲۰۰۹ء)۔

ماہند بیگم نے بھی ایک موقع پر جوش صاحب کے اشعار کا انگریزی ترجمہ کیا تھا (روشنائی میں ۱۹۷۷ء) میں میں ایک تقریب میں جوش
 صاحب اپنی نظم 'خیر' پڑھا ہے جسے وہ خوبصورت اور احساسات میں کا ترجمہ بھی کر دے تھے (جوش نام شاعر میں ۱۹۷۷ء)۔

جی ہے غریب پر مرا ذوق کھو
لو چھا ہے قیام ، اور جھٹا ہے قعود
بتا بھی بظاہر نظر آتا ہوں قریب
انکا ہی تجھ سے دور ہوں اے مجبور

جیسا کہ گزشتہ کسی صفحے پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ تقریباً پچیس برس پہلے جب صابر قاریانی نے اپنا مجموعہ 'صابر کے موتی' شائع کیا تو اس میں نہ مگرانی حصہ تھا نہ اس کا اردو ترجمہ، صرف جوش صاحب کا منظوم ترجمہ تھا۔ اس کو پڑھتے ہوئے بعض مصرعے ٹھکنے تھے کہ اس میں کوئی بھول تھا یا وہ خارج از بحر تھے کیونکہ جوش صاحب جیسے فلیٹ کار کا نام ساتھ جڑا ہوا تھا تو ایک تشویش تھی کہ ایسا کیوں ہے۔ لیکن جب یہ قلمی مسودہ مدرس میں آیا تو اندازہ ہوا کہ کتنے ہی مصرعے تھے جو کاتب نے بے فکر لکھ دیے تھے جبکہ اصل میں ایسا نہیں تھا۔ صابر قاریانی نے بھی شاید کتابت شدہ حصے کو غور سے نہیں دیکھا تھا۔ اس کی دو چار مثالیں درج کیے جاتے ہیں۔

(مطبوعہ)	ہم وہ ہیں کہ دھج بلا سے گزرے
(قلمی)	ہم وہ ہیں کہ جس دھج بلا سے گزرے
(مطبوعہ)	نے کی جو تہا ہے اے بندہ عشق
(مسودہ)	نے کی جو تہا ہے تو اے بندہ عشق
(مطبوعہ)	اے شمع حقیقت ہم تیرے ہیں پروانے
(قلمی)	اے شمع حقیقت ہم تیرے ہیں وہ پروانے
(مطبوعہ)	اب لم پہ صرا می بھی جھکائی نہیں جاتی
(قلمی)	اب لم پہ صرا می بھی جھکائی نہیں جاتی
(مطبوعہ)	جی وہ قیامت کے دل روتا تھا
(قلمی)	ہستی وہ قیامت تھی کہ دل روتا تھا
(مطبوعہ)	جو نور سے جھلکے وہ مری ذات نہیں ہے
(قلمی)	جو نور سے جھلکے وہ مری ذات نہیں ہے

قلمی مسودے کو دیکھ کر یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قطعیت و زبامیات کے عنوان جوش صاحب نے قائم نہیں کیے انہوں نے صرف منظوم ترجمہ کیا۔ صابر قاریانی نے منہدم کو نظر میں رکھ کر خود ہی عنوان لکھ دیے۔

جوش بیچ آبادی کی زندگی کا طویل سفر جو بیچ آباد لکھنؤ سے شروع ہو کر دکن، دہلی، بمبئی، کراچی اور

اسلام آباد تک پھیلا ہوا ہے اس میں انہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ بہت اہم نثری خدمات بھی انجام دیں۔ ان کی ان گنت تحریروں اور قلمی مسودوں کا، ماشاء اللہ، اردو زبان و ادب کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اگر بہت بے لوث ہو کر اور دب دوستی کے صداقہ جہانوں کی سرشاری میں ان پر کام کیا جاتا رہے تو ہماری تہذیبی و ادبی تاریخ ایک بڑے قیمتی ادبی ذخیرے کی دریافت کے سفر میں یقیناً کامیاب ہو جائے گی اور یوں ہم ایک عظیم تخلیق کار کے مستند کاموں سے ادب کو آگاہ کر سکیں گے۔

مقدمے کے آخر میں، صابر قادیانی مرحوم کے فرزند جناب سلیم قادیانی کا مجھے خصوصی تذکرہ کرنا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے والد کی اردو دوستی کے روشن چراغ کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں بلکہ گہرائی تہذیب و ثقافت اور زبان و لسانیات میں ہمہ وقت رہتے ہوئے بھی اردو سے آگہی کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کی دیرینہ آرزو تھی اور ہے کہ ان کے والد کے ادبی کاموں کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔ جب انہیں اس قلمی مسودے کی دریافت اور اس کی اشاعت کی اطلاع ملی تو انہوں نے الفاظ کا کوڑا ٹیشن سے واسے واسے اور نئے جو تعاون کیا ہے اس کے لیے میں خصوصی طور پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

۱۳ ارجی ۲۰۱۳ء

ڈاکٹر ہال نقوی
وزیٹنگ ٹکلی، پاکستان انسٹیٹیوٹ
کراہما یونین



فہرست

صفحہ نمبر ۱۸ سے صفحہ نمبر ۱۲۵ تک
معلوم ترجمہ جوش



غیر مطبوعہ قلمی دستاویز

کتاب کے آدھے صفحات نگر تحریر پر مشتمل ہیں
اور باقی آدھے صفحات پر
انجی نگر تحریر کی تحریریں اردو کچھ دھمک میں موجود ہیں

غیر مطبوعہ ہر قلمی مطر
جوش ملیح آبادی اور صاحب قاریانی کی تحریروں پر مشتمل ہے

نگر تحریر کے ہر صفحے پر صاحب قاریانی نے
جوش صاحب کے لیے اپنے گجراتی قلمات کا اردو ترجمہ کیا ہے
جسے بنیاد بنا کر جوش صاحب نے صاحب قاریانی کے خیال کو شعری لباس عطا کیا



جگر دے
 جگر دے دل دے اور کچھ اور دے۔
 منا پرہ اور کاپون دل کون نظر دے
 خدا آئے اپنے فضل دے
 فقہ صفت کر سکوں وہ جگر دے

آغاز ہے

ماتے پورا ہیں مائی کے آغاز ہے
 مینا پورے ہیں مائی کے آغاز ہے
 پورا ہے مائی کے آغاز ہے
 مائی کے آغاز ہے

تاہنگ شمس و قمر دے محمد کو
 جہاں جہاں دہ دل دہ جگر دے محمد کو
 پر گوشہ ہستی میں سچے دیکھ سکوں
 آئے توبہ دو عالم، دہ نظر دے محمد کو

امانت
 خدا کا ایک کلمہ ہے زندگی
 جسے کچھ بڑی کہتے زندگی
 جسے کچھ بڑی کہتے زندگی
 تو کچھ ہے ایک کلمہ زندگی

آغاز ہے

ہے پورا ہے مائی کے آغاز ہے
 مائی کے آغاز ہے مائی کے آغاز ہے
 مائی کے آغاز ہے مائی کے آغاز ہے
 مائی کے آغاز ہے مائی کے آغاز ہے

آغاز ہے، ہر دہ بڑی ہے کلمہ زندگی
 شاید یہ قدرت دہ بڑی ہے کلمہ زندگی
 دنیا میں، ہر دہ بڑی ہے کلمہ زندگی
 تکیہ ہے، خدا ہے، ہر دہ بڑی ہے کلمہ زندگی



جگر دے

مجھے میرے دل کے اندر کھنڈ دے
مشاہدہ لور کا کروں دل کو وہ نظر دے صفا
خدا یا تو مجھے اپنے فضل و کرم سے
تجھ سے محبت کر سکوں وہ جگر دے

جگر دے

تابندگی شمس و قمر دے مجھ کو
جو پاک ہو، وہ دل، وہ جگر دے مجھ کو
ہر گوشہ ہستی میں تجھے دیکھ سکوں
اے نورِ دو عالم، وہ نظر دے مجھ کو



امانت

خدا کا ایک حبیب ہے زندگی یہ نہ سمجھو حیرتِ ملکیت ہے زندگی
جب ہی محتاج پائے گی زندگی مایہ تو سمجھ کر ایک امانت ہے زندگی

امانت

اک سانس بھی ہوا دھوس میں تلف نہ کر
شایانِ قدر و درِ خورِ عزت ہے زندگی
دُنیا میں پھونک پھونک کے مایہ قدم اٹھا
تیری نہیں خدا کی امانت ہے زندگی



حقیقۃً زمانی
 کون پند زمره کمالی ۹۰۰
 مکه حاصل کرک و دلیلیا پند
 لیت بنمان نسق کرا می پند
 حقیقۃً زمانی ۹۰۰

کون پند زمره کمالی ۹۰۰
 مکه حاصل کرک و دلیلیا پند
 لیت بنمان نسق کرا می پند
 حقیقۃً زمانی ۹۰۰

حقیقۃً زمانی

کون پند زمره کمالی ۹۰۰
 مکه حاصل کرک و دلیلیا پند
 لیت بنمان نسق کرا می پند
 حقیقۃً زمانی ۹۰۰

راحت - دوره

کون پند زمره کمالی ۹۰۰
 مکه حاصل کرک و دلیلیا پند
 لیت بنمان نسق کرا می پند
 حقیقۃً زمانی ۹۰۰

کون پند

کون پند زمره کمالی ۹۰۰
 مکه حاصل کرک و دلیلیا پند
 لیت بنمان نسق کرا می پند
 حقیقۃً زمانی ۹۰۰

کون پند زمره کمالی ۹۰۰
 مکه حاصل کرک و دلیلیا پند
 لیت بنمان نسق کرا می پند
 حقیقۃً زمانی ۹۰۰

حقیقی زندگی

کون کہتا ہے زندگی قانی ہے۔ زندگی ہے محض قانی
مر کے حاصل کر کے تو دیکھ کیا ہے زندگی قانی
محبت میں جان تصدق کر کے میں کہتا ہوں
حقیقی زندگی تو اب ہے میں نے پکائی

حقیقی زندگی

جو عشق کہیں نہ شادمانی پائی
مرنے ہی میں صرف زندگی پائی
قانی ہستی کی جب بھجادی قدیل
تو صبح حیات جاودانی پائی



راحت آسودہ حالی۔ نیک بن کر نیک اپنا انجام کر۔ آخرت میں نیک اپنا نام کر
سکے خوش نصیبی، مسرت۔ تحصیل آسودگی نہایت آسان ہے
غیر کو پہنچا کے راحت و آرام کر

آرام

خود کو، بد بین کرنے تو، بدنام کر
جس کا نیک انجام ہو، وہ کام کر
کس قدر آسان ہے، پیارے خوشی
غیر کو آرام دے، آرام کر



مسلم
 حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب
 رضی اللہ عنہ
 (سید عالم و سید المرسلین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ الذی هدانا لهذا الذی کنا
 علیہ ضالین

سید

سار کے ہے تو اس کے
 کو مانی کے ہے اس کے
 اس کے اس کے اس کے
 اس کے اس کے اس کے

سار کا طریقہ

سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ

لاح

سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ

سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ

سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ

سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ
 سار کا طریقہ

منہار

زمکی گر ہا مقصد ہے تو زمکی سہارا ہے۔ دکن ہستوار ہے
 مگر یہ نہیں تو سب بیکار ہے
 زمکی میں مقصد حیات کو تو بلند کر
 اس میں مقصد اس میں منہار ہے (۱۰۰۰ کی بنیاد پر اس میں منہار ہے)

مقصد

منزل جو نہ ہو کوئی نظر کے آگے
 تو زیست ہے ایک سرگرائی اے دل!
 مقصد سے بھلا ہات اٹھالوں کیوں کر
 مقصد تو ہے جان زمکی گانی، اے دل

لاج

فرور ہاشیدہ ہے میری تواضع میں۔ چلن میرا ہے دغا بازوں سے
 موت کے بعد رحمت میری لاج رکھے۔ میں دنیا کو گلزار ہا زندگی میں

فریب

دھوکا نہ کھاؤ میری تواضع فریب ہے
 قسط بھڑک رہے ہیں مرے لالہ زار میں
 پُر درد فرور ہے میری فردنی
 تلواری کی لپک ہے مرے انکسار میں

۵

نور
 اوست نش برادر نمایی من
 نود و شصت و نه بیست و نه
 بطریق کتب و بیست و نه
 معاد او یکان مع سید الهی

چونم یکم در شب بیست و نه
 فتنه آمد که فتنه شد و فتنه شد
 فتنه شد و فتنه شد و فتنه شد
 فتنه شد و فتنه شد و فتنه شد

زنده سعادته ساداتی از جود و کرم
 جلوه خاں به جلوه جاسانه لبت حد تو میر
 (حکایت خاگر بوجا ساداتی از کشتن بنی
 بیان سعادته ساداتی از جود و کرم)

در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب

در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب
 در این کتاب که در این کتاب

بہترین صورت
 عطا خاں نے اپنی رائے پر
 لکھ کر طبع میں منظر
 ظہور میں جاسا مات اندر کی
 ہر جگہ کی جاسا سونے کی جاسا مات اندر کی
 ہر جگہ کی جاسا سونے کی جاسا مات اندر کی
 خیالی دنیا کی ہر جگہ کی جاسا مات اندر کی
 صورت ہر جگہ کی جاسا مات اندر کی

۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی جاسا مات اندر کی

مختار تو کیجئے کہ کھٹ ہے، لیکن
 تیرے اسے خود اپنی ہستی ہے
 خود برستی، خود اپنے ہر جگہ کی
 اس کے ہر جگہ کی جاسا مات اندر کی

ایک

وہ سب میں ہے، ہر جگہ کی جاسا مات اندر کی
 ہر جگہ کی جاسا مات اندر کی
 کیا کیا ہیام ہر جگہ کی
 (ایک) اسے سب میں جاسا مات اندر کی

۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی

۱۹۱۱ء میں

۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی

۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی
 ۱۹۱۱ء میں جاسا مات اندر کی

صورت

میں خدا کی بندگی کرتا ہوں یا اپنے مانی انصاف کی..... بچو میرے نہیں جانتا بات اندر کی
 نہ جانے کوئی جانتا ہوں فقط میں بات اندر کی
 بھٹکا ہوں، بھٹکا دل کے بیکروں جوں کو۔ خیال دیکھا دس سے بھر ہے
 صورت بھڑکی

خود پرستی

منہ تو کعبہ کی سمت ہے، لیکن
 تیرے آگے خود اپنی ہستی ہے
 خود پرستی خدا کے پردے میں
 اس سے بہتر تو نہ پرستی ہے



دستِ بایں ہیں بے وقایاں (حضرت) انسان میں..... آخرت پر ناس کا وہیمان ہے
 کیا تھا کیا ہو گیا ابلیس دیکھ
 (استخوان) زندگی سخت ہے ایمان میں۔ حیات ایمانی سخت ہے

بغاوت

بندگی میں نہ جب جھکی گردن
 پھول سے خار بن گیا شیطان
 اُف بغاوت کا کیا ہوا انجام
 نور سے نار بن گیا شیطان



۲۰

سید سلطانی

مصحف: ۱۰۰

و این کتاب را در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰

این کتاب را در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰

و این کتاب را در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰

مصحف: ۱۰۰

و این کتاب را در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰

مصحف: ۱۰۰

و این کتاب را در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰

و این کتاب را در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰
در شهر تبریز در روز شنبه ۱۲۰۰

مناجاتیں

ہلا وہ کیوں دینی ہیں مجھ کو یہ نذرِ نیازیں

پریشان کرتی، ستاتی ہیں کیوں مجھ کو میری حصولِ مقصد کی کوششیں۔ مجھے فیروں سے کیوں تفریبا
ہوتا ہے، رانیاں کیوں گئیں میری دعا میں۔ میری عبادتیں نذرِ نیاز، مناجاتیں

کیوں گمراہ سرگرداں کر رہی ہیں بلا سے بے رہی ہیں۔ حصولِ مقصد کی کوششیں مجھے کیوں
پریشان کر رہی ہیں مجھے لوہوں سے کیوں۔ عطا دو خیر ہے، میری مناجاتیں کیوں رانیاں گئیں

مُناجاتیں

نذریں بھی گئیں خالی سجدے بھی نہ کام آئے
سب عرش نے رو کر دیں صابرِ مری سو عاتق
اللہ کے بندوں سے، نفرت جو ہوئی مجھ کو
بے کار گئیں ساری افسوسِ مُناجاتیں



فتح کا سامانی

دل اگر خود اپنے پر یقین نہ رکھ سکے، غم کو اگر سینے میں دفن کر سکے تو پھر اس کی منزل کا کیا کہوں
فلکت میں بھی فتح حاصل کر سکے

فتح

فتح کر لیں گے خوشی کی سلطنت
غم اگر سہ لیں گے، پتا مار کر
دل میں صابر ہے اگر محکمِ یقین
زندگی کو، جیت لیں گے ہار کر

۱۔

فہم نے مولیٰ سے کہا: "ہمارے دوستوں نے آج اور قریب
 لکھی جلتے لکھنے پر اور ان کو لکھنا چاہیے" لکھنے و لکھی
 میں نے کہا: "لکھنے و لکھی"

1001

1001 1001 1001 1001 1001
 1001 1001 1001 1001 1001
 1001 1001 1001 1001 1001
 1001 1001 1001 1001 1001

جو آدمی سے لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے

لکھنے و لکھنے

ہاں میری زندگی کے شوق و شغف ہیں۔ اتنی ہی ہیں
 لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے

1001

1001 1001 1001 1001 1001
 1001 1001 1001 1001 1001
 1001 1001 1001 1001 1001
 1001 1001 1001 1001 1001

لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے
 لکھنے و لکھنے

کلی

گلشن کے پھولی مر جھا جائیں گے، بہاریں آئیں گی اور جائیں گی
لیکن محبت کے بیڑوں میں جو کلیاں کھلیں گی۔ وہ کبھی نہیں مر جائیں گی

محبت کی کلی

جو لوہوں کے گھر میں جلا آئیں گے شمعیں
انہیں کی جبینیں جھلکتی رہیں گی
اُڑ جائے گا ہر گلستانِ عالم
محبت کی کلیاں چمکتی رہیں گی



مطالعہ کرنے والا۔ خرامند

ہائے میری زندگی کیوں کسی کے لئے معطل راہ نہیں، ہا صدفِ ہدایت نہیں
محبت سے ملو ہے پر لائق محبت نہیں
جس کو میں نے دل کے خون سے لکھی
اس کتاب کا کیوں کوئی خرامند نہیں

صد حیف

کیوں میری ہدایت کا نہیں کھلا باب
میرے ساغر میں ہے محبت کی شراب
صد حیف کہ پڑھتا ہی نہیں کوئی اسے
میں نے جو خونِ دل سے لکھی ہے کتاب



در تاج

اینکه در این کتب
درست شده است
و باطله در این کتب
و در این کتب
و در این کتب

مستند

اینکه در این کتب
درست شده است
و باطله در این کتب
و در این کتب
و در این کتب

اینکه در این کتب
درست شده است
و باطله در این کتب
و در این کتب
و در این کتب

تجلی

اینکه در این کتب
درست شده است
و باطله در این کتب
و در این کتب
و در این کتب

اینکه در این کتب
درست شده است
و باطله در این کتب
و در این کتب
و در این کتب

اینکه در این کتب
درست شده است
و باطله در این کتب
و در این کتب
و در این کتب

اینکه در این کتب
درست شده است
و باطله در این کتب
و در این کتب
و در این کتب

اثرِ تاثیر

نظر آتا ہے وہی کہیں شمس و قمر میں۔ زندگی زندگی بن گئی اس کے اثر میں
اب چاروں طرف آنکھیں بھرتی ہیں۔۔۔۔۔ ہلاکِ تاثیر ہے اس کی نظر میں

تاثیر

اُسی کا نور ہے شمس و قمر میں
اسی کی تاب ہے لیل و گھر میں
لگا ہوں میں ہیں اب انوارِ آفاق
یہ کیا تاثیر تھی اس کی نظر میں

قیامت

کانپ رہی ہے قناتِ سبکِ دل بد کہ کر۔ لرزہ برانجام صبر ہے ظالم بد سے بدتر بد کہ کر
زندگی میں ایسی قیامت خیز زندگی عاتقِ پائی۔ یومِ حشر کچھ بیان نہ کیا حشر کو بد کہ کر
میں نے زندگی پر ہر ایسی قیامت خیز پائی تھی۔ کہ جب حشر کو بد کیا یومِ الحشر تو اس میں
کوئی نئی چیز لینے کے میں نے اپنا دنیوی زندگی میں نہ دیکھی ہو ایسی کوئی چیز یا بات نہ پائی

قیامت

ہستی وہ قیامت تھی کہ دل روتا تھا
ہر صبح کو، آنسوؤں سے منہ دھوتا تھا
دیکھی جو قیامت تو ہمیں یاد آیا
دنیا میں تو ہر آن بھی ہوتا تھا

میں نے تو یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا
 کہ جس کو چاہے وہ کچھ کرے یا نہ کرے
 کہ جس کو چاہے وہ مارے یا نہ مارے
 کہ جس کو چاہے وہ قتل کرے یا نہ قتل کرے

فردی که می‌تواند به محبت و مایه‌های دین
تسلط داشته باشد و این نوعی از جام دین

درب اندر دشت کا غلام
کہ دن تو رخ کو مقلد آرازم

2167

શ્રી ૬ ગી થાં શ્રીમન્ના વેદાચરે
ખાસના કોડે જડી તે બાથરે
સોદ સમુદાના સમજના જગદુરે
કેણે દી' તે સંજ્ઞે અલશમરે

دل چاہی
نقدیم۔

دل میں حسن کی تصویر کہاں ہے
مگر لب و لہجہ و آئینہ کہاں ہے
نظر پر جو دم چاہے مجھے دیکھوں
جسم کی جگہ یہ نقشہ کہاں ہے

جہاں نور سے قطعاً وہ مرے ذات نہیں ہے

ਲਗਭਗ

۱۔ ہر ماں ہر مانی لکھنوی اہل ہے !
 ۲۔ لکھنوی ہر مانی لکھنوی اہل ہے !
 ۳۔ ہر ماں ہر مانی لکھنوی اہل ہے !
 ۴۔ لکھنوی ہر مانی لکھنوی اہل ہے !

زندگی میں محبت کا بیٹا ہوں
 عقلی کے لب پر بھی تو جام ہوں
 درک داز راحت کے خاطر
 کسی دن تو رنج کو موقعہ آرام ہوں

قص

کبھی تو زندگی کو عقلِ قص و جام کرنے دے!
 کبھی تو عقل کو مشقِ کارِ خام کرنے دے
 کبھی احساسِ درماں سے بھی دل کو شادماں فرما
 کسی دن، درد کو بھی دو گھڑی آرام کرنے دے



دل پہ عقل۔ تقدیر
 دل میں حسن کی تصویر کہاں ہے
 جگر میں محبت کی تاثیر کہاں ہے
 نظر میری جدھر جائے تجھ کو دیکھوں ... چشم کی پہلاہ تقدیر کہاں ہے

تقدیر

جو نور سے جھلکے، وہ مری ذات نہیں ہے
 چمکائے جو تارے، وہ مری رات نہیں ہے
 بس تو ہی نظر آئے، جدھر آنکھ اٹھاؤں
 شاید مری تقدیر میں یہ بات نہیں ہے



اسرار

ایکے داک کا لے کر منور ہو جا
 ہمتی بخت بن کر قاب و فرور ہو جا
 ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر
 اے دل جلتی بن جا سور ہو جا

ناسور

سور کے نام سے کہتے ہیں کہ
 میاں میں لکھی ہوئی ہے
 ہاں لکھی ہوئی ہے سور کے نام سے
 کہتے ہیں کہ سور کے نام سے

دوسرے نسخہ منور سے جہاں پہل تو
 نور سے آقا تھے خود اے دل
 سے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 ہوتے تھے تھے تھے تھے تھے تھے

میں تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر
 ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر
 ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر

سور

سور کے نام سے کہتے ہیں کہ
 میاں میں لکھی ہوئی ہے
 ہاں لکھی ہوئی ہے سور کے نام سے
 کہتے ہیں کہ سور کے نام سے

ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر
 ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر
 ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر
 ہمتی لے کر ہمتی لے کر ہمتی لے کر

ناسور نے

ایسے داگ نکال کے ہم سب منصور ہو جا۔ ہر تن محبت میں فرقاب دُکھور ہو جا
ہاں سری کے سر سے گر ہے شلف تھو کو۔ اے دل چھٹی بن جا ناسور ہو جا

غریباں

دے ہنرۂ منصور کے چھالے دل کو
کر دے، آفات کے حوالے دل کو
لئے کی جو تمنا ہے تو اے بندۂ عشق
لازم ہے کہ غریباں بتالے دل کو



پھول

جس کا جشن میں نے کیا گلشن میں خاریں کر
سنبھالا جس کو دل میں ہر رو پار میں کر
نہ خزاں بن کے مر جھائیں گے وہ اگر
دل میں جو خیال بن کر کھلے ہیں

پھول

ہوتے ہی نہیں دستِ خزاں سے کبھی چاک
باغوں کے گریبان سے رچے ہیں
تخیل کے گلزار میں کھلتے ہیں جو پھول
تا روزِ قیامت وہ کھلے رہتے ہیں



شانِ روی
زمینِ بی‌ای زرد و تیره
چشمِ بی‌لعل و بی‌روشنی
چشمِ بی‌لعل و بی‌روشنی
چشمِ بی‌لعل و بی‌روشنی

زندگی بی درد و غم نیست اما ^{بسیار} خوشتر از آنست که بی درد و غم باشد

۱۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۲۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۳۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۴۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۵۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۶۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۷۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۸۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۹۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ
 ۱۰۔ اے اللہ! میری جان بچاؤ

(فکر غم و اندوه)

الحق

حاجی میرزا حسن علی خان

مجلس شورای اسلامی

یہ ایک اعلیٰ اضافہ ہے

2010년 1월

[illegible]

ائمہ کبار و عوام کی شرکت سے گیارہ
 جنوری کو یہ اجتماع کا انعقاد ہوا
 جس میں مولانا ابوالکلام آزاد
 مولانا محمد رفیع کمالی
 مولانا محمد رفیع کمالی
 مولانا محمد رفیع کمالی

مجلس شورای اسلامی
روزنامه کیهان

[illegible]

شان زندگی

زندگی میں اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہائے کیوں نہیں کیا جاتا
شے جو پیش نظر ہوتی ہے جس کی قدر ہوتی نہیں خدا موت کو پیدا نہ کرے (میر) اسے خبر تھی
زندگی میں زندگی کی شان کا دورک ہوتا ہی نہیں

شان زندگی

جو شے موجود ہے، اس کی کوئی پروا نہیں کرتا
بشر روتا ہے، اس لعلت پہ جو معدوم ہو جائے
خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے موت کو یا روا
کہ قدر زندگی انسان کو معلوم ہو جائے



لوگ جو بھائی کر رہے ہیں وہ کس اخلاقی جذبے کے تحت کر رہے ہیں
نہ اس میں غلوں محبت ہے نہ حقیقی چاہت کا جذبہ ہے
یعنی جذبہ محبت اور خالص اہد روی کے تحت وہ نیکی نہیں کر رہے
سعادت تو ضرور کر رہے ہیں لیکن کریم النفس کا اس میں شاہدہ تک نہیں
ہمارا احسان تو ہے حسن کرم کہاں ہے احسان یا ایا احسان تو ہے لیکن اقاربوں میں صداقت نہیں

گناہ

واللہ کہ دھوکے کی محبت ہے گناہ
حق کی دکھاوے کی سعادت ہے گناہ
نیت میں فتور ہو تو ہر خیر ہے جرم
دل ہی نہ جھکے جب تو عبادت ہے گناہ

صبح

ظلم پر محبت ہوتی ہے ثار جہاؤں میں جہاں میں نظر آتا ہے مجھ کو پیار
 طرغ لائے دل سے منہ دہن میں - زندگی کی شام بھی صبح نظر آتی ہے - طرغ لائے دل سے تیار ہے
 دارغ دل سے تاباں جو نور ہے اس میں
 زندگی کی شام بھی صبح نظر آتی ہے

صبح

بے رنگ فضا پہ سکرائے گلشن
 شایان محبت نظر آئے دشمن
 شب کے ماتھے پہ صبح تاباں جھلکی
 دارغ دل کے افق سے پھوٹی جو کرن

دیدار

زندگی میں اب بھی کچھ وزن باقی ہے - ستم گر کا ابھی تک پیار باقی ہے
 مجھے اس کے دیدار کی تمننا باقی ہے - خدا یار کھناد پیار باقی

دیدار

اُمی دھڑکتا ہے جب تک مرا دل
 محبت کا آزار باقی رہے
 اجل سے نہ جب تک کہ ہوں بند آنکھیں
 تمنائے دیدار باقی رہے

روشنی کار - ساریات کے تار

اجلی آجائے سب کہ روٹ جاتی ہے

(جواب ایدہ علی) اظہار ایدہ علی میری پورٹ جلتی ہے
سائنس کے سائنس کی تار
ای میری پورٹ جلتی ہے

2014-11-12

101 2014-11-12 2014-11-12 2014-11-12
2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014
2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014

تاریخی کارڈ پر ساجے "ما جبار زفری"
موت ہے ایں فوٹ کے تھمر کارڈ انوں
اس وقت کے فوٹ جلتی ہے
ایک ہی میں فوٹ جلتی ہے

سب اسی تیر زنی جلا جلتی ہیں - لیکن جلد وہاں کے کہ خود بخود غیر دینی ہیں
نہیں کوئی ہاں سے دین جا کر یہ کہہ کر توں داس آتا ہے - عجیب خاص ہے جو دین زفری

2014-11-12

2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014
2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014

2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014
2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014 2014

زندگی کے تار ساز حیات کے تار
اجل آ کر اچانک سب کچھ لوٹ جاتی ہے
(حباب امید ہیں) (طلیحا امید کے ٹی بھر میں پھوٹ جاتے ہیں
اتنا بچہ کراہید بانہ جھنے والے امیدیں بانہ صفا
سانس کے۔۔۔ تار ٹی بھر میں لوٹ جاتے ہیں

رباب زندگی

تا کہا لہروں پہ تاسے گا حباب زندگی
موت ہے، ہاں موت ہے تعبیر خواب زندگی
اے مٹنی، کچھ خبر بھی ہے تجھے اس بات کی
ایک ٹیل میں لوٹ جاتا ہے رباب زندگی



جب آدی زیر زمین چلے جاتے ہیں، لیکن جانے والا وہاں کی کچھ خبر خود بتائیں
وہاں جا کر سیر کر کے پھر کوئی واپس آنا نہیں
عجب تماشے ہو رہے ہیں زیر زمیں

تماشے

ہزار افسوس اس کی بھی نہیں ہے کچھ خبر مجھ کو
کہ اندھی خاک کے آغوش میں ہیں ناز نہیں کیا کیا!
ادھر سے کوئی آ جاتا اگر تو، پوچھتا اس سے
تماشے ہو رہے ہیں خبر سے زیر زمیں کیا کیا



جا

رنگ دینے میں مشہور تھا کا نام ہے۔ ہو کر ڈرنگ دنیا یاس کا کام ہے
تو بھی اوروں کی خاطر ہوا۔ (کیونکہ) سرخ روئی آخری انجام ہے

مہندی

اے دل، اے دل رفیقِ انساں ہو جا
خود اپنے ہی خون میں پرائشاں ہو جا
مہندی کی طرح ذوقِ دقا سے پس کر
دنیا کی جلی پہ گلستاں ہو جا



انسانیت

ہرگز نہ دشمن پر دار کرنا
طے موقع اگر تجھ کو تو پیار کرنا
حقیقی انسانیت کے سبق سکھانے کے لئے
دشمن کو بھی بھروسہ کرنا

انسانیت

یہ آدمی ہیں خدا کے بے گھرے
کبھی کسی پر نہ دار کرنا
اگر بھلا چاہتا ہے اپنا
تو دشمنوں سے بھی پیار کرنا



جنتھار
 اللہ سے کہہ دو کہ وہ
 زخم و زنا کا علاج ہو
 زخم و زنا کا علاج ہو
 زخم و زنا کا علاج ہو

अथवा

ॐ श्री गुरुदेव नमः
 ते गुरुदेव नमः
 ते गुरुदेव नमः
 ते गुरुदेव नमः

آنسو جن میں نہیں، وہ ابلیس جبار
 جو، ذہن کے حامل ہے، وہ اہل سنت و جماعت
 گھسٹا جو جانی سلا باں عیض و شریعت
 مانو بیب اگر نہ آئے تو کونسی جنتھار

کوتہ دستو

گورکھ صاحب عزت ہے اور وہی عزت کو
 گورکھ صاحب عزت ہے اور وہی عزت کو
 قدر تازہ بہ قدرت صاحب اہل
 راحت چلے تو اور نہ راحت دستو

अथवा

ॐ श्री गुरुदेव नमः
 ते गुरुदेव नमः
 ते गुरुदेव नमः
 ते गुरुदेव नमः

بھنکار

البت سے گریزندگی دور ہے۔۔۔ تو پھر وہ رنج سے مملو معور ہے
گرنے سے تو درد کی (الم انگیز) بھنکار۔۔۔ تو نغمہ حیات بے آہنگ ہے

بھنکار

آنسو، جن میں نہیں، وہ آنکھیں بے کار
جو درد سے خال ہے، وہ دل ہے بیمار
گو گئے ہو جائیں نظر بانِ عشرت
کانوں میں اگر نہ آئے غم کی بھنکار



کرتو دے تو

مگر طالبِ عزت ہے اوروں کی عزت کرتو
مگر طالبِ الفت ہے اوروں سے کرا الفت تو
قالون یہ قدرت کا ہے نکل
راحت چاہے تو اوروں کو راحت دے تو

راحت کی تمنا

بھولے سے کسی کو نہ ازیت پہنچا
ہر فرد کو تا بابِ مسرت پہنچا
راحت کی تمنا ہے اگر اے صابر
لازم ہے کہ دوسروں کو راحت پہنچا



خودداری

خودداری کھوکھلے کے حاصل ہو خوشی، اس میں خدا کہاں ہے
 عزت مند ہو پہاڑ جس میں بھی جنت کی فضا کہاں ہے فی الحقیقت جہنم جنت و جلال شہادت ہیں
 دست بستہ جو رحمت سے کہیں، گناہوں کی سزا کہاں ہے؟

خودداری

اس کی نہیں پروا کہ سزا پاؤں گا
 فردوسِ بریں کی نہ ہوا کھاؤں گا
 در پوزہ رحمت نہ کروں گا معبود
 خوددار ہوں دوزخ میں چلا جاؤں گا



کہاں گئی کیا ہوئی

پرائے کا نہ مے پہ جانے والے تیری ہستی کیا ہوئی۔ کو کیا ہوا
 محتاج خاک تیری خود پرستی کیا ہوئی۔ کو کیا ہوا
 تو تھا باندہ قہار دنیا نہیں جانتی۔ تری دست و پود سے بھی اب دنیا ہے فخر ہے
 کیف ترا کیا ہوا تری ہستی کہاں گئی۔ کو کیا ہوا۔ کیف تیرا کیا ہوا تیری ہستی کہاں گئی

لاش

وہ دلوں کے وہ جاہ پرستی کہاں گئی؟
 کل تک تھا جس پہ ناز وہ ہستی کہاں گئی؟
 اے مشیتِ خاک اب ہے کہاں وہ سرور و کیف؟
 اے لاش منہ سے بول وہ مستی کہاں گئی

جلد دہم

حسن و کرم سکون و رفعت و جلال
ناب حال لایحیا آنگون بی همت و جلال

حسن و کرم سکون و رفعت و جلال
ناب حال لایحیا آنگون بی همت و جلال
حسب کی تبری و ارش پر ایسے چلے کہ خدا کا
حسب کی پائیزی کا دیکھ لکھا گیا ہے جگر دہ جلال

خدا کی صفات و کمالات
خدا کی صفات و کمالات
خدا کی صفات و کمالات
خدا کی صفات و کمالات

تیسرا ہے

میرزا غلام احمد دہلوی
میرزا غلام احمد دہلوی
میرزا غلام احمد دہلوی
میرزا غلام احمد دہلوی

دل
دل
دل
دل

دو عالم، زمانے کو دے دے
دو عالم، زمانے کو دے دے
دو عالم، زمانے کو دے دے
دو عالم، زمانے کو دے دے

تیسرا

میرزا غلام احمد دہلوی
میرزا غلام احمد دہلوی
میرزا غلام احمد دہلوی
میرزا غلام احمد دہلوی

بکروے

حسن کو دیکھ سکوں وہ نظر دے مجھ کو

تابہ جمال لاسکوں آنکھوں میں اتر دے مجھ کو۔۔۔ محبت کی تیری نوازش ہوا سے پہلے اے خدا یا

محبت کی پاکیزگی کا درد رکھتا ہوں بکروے مجھ کو

نظر دے

اے حسن لطافتوں سے بکروے مجھ کو

خود اپنے سے روشناس کر دے مجھ کو

دامن مرا، آلودہ نہ ہونے پائے

اے جلوۂ جاناں وہ نظر دے مجھ کو



دل

مجھے دعا کی کال عطا کر

نزد دعا میں کوئی حائل عطا کر

بہت احسان ہوگا اے خدا کر۔۔۔ مجھے تو انسان کا دل عطا کر

دل

نہ دولت نہ اندر کی محفل عطا کر

نہ تختہ سلیمان نہ محفل عطا کر

وہ عالم، زمانے کو دے دے الہی

مجھے دل، فقط دل، فقط دل عطا کر



میں
 نئی آنیت کے ساتھ۔ زمینی زور کا پتہ دار
 جہاں اسکا اور وہاں اسکا۔

پتہ دار کے ساتھ دنیا کا ماحول
 زمین پر اس کے لیے بکتر کا ماحول
 جہاں اس کے فرد کی زندگی ہے
 ماحول پر اس کے دل کے ماحول

میں

اسی میں اسکا رہا ہے وہاں اس کا
 دنیا کی اسکا رہا ہے وہاں اس کا
 اسکا رہا ہے وہاں اس کا رہا ہے
 اس کی اسکا رہا ہے وہاں اس کا

پتہ دار کے ساتھ دنیا کا ماحول
 زمین پر اس کے لیے بکتر کا ماحول
 جہاں اس کے فرد کی زندگی ہے
 ماحول پر اس کے دل کے ماحول

میں اس کا رہا ہے وہاں اس کا
 اس کا رہا ہے وہاں اس کا رہا ہے
 اس کا رہا ہے وہاں اس کا رہا ہے
 اس کا رہا ہے وہاں اس کا رہا ہے

معراج

بکھی انسانیت سے وفا کر..... چنی فرد کی کچھ داکر
 جھک کے اوروں کو بلندی عطا کر
 کچھ معراج تو دل کو عطا کر

معراج

بننا نہیں کیوں راو و قا کا علاج
 کرنا نہیں کس لئے تکبر کا علاج
 جب تک کہ فروتنی سے جھٹکا نہیں سر
 حاصل ہوتی نہیں ہے دل کو معراج



کہا بھول سکتا ہوں
 دلداری یاد میں بھول سکتا ہوں..... غم کی فریاد میں بھول سکتا ہوں
 موت میں بھولوں زندگی بھولوں مگر
 کیا بنیاد حیات میں بھول سکتا ہوں

بھلا دوں کیوں کر

آداب نجات کو بھلا دوں کیوں کر
 میں ذات و صفات کو بھلا دوں کیوں کر
 اتنا حیات تو بھلا سکتا ہوں
 بنیاد حیات کو بھلا دوں کیوں کر



نام کی جس کام کو کام پر کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں

(22)

نام !
نام کی جس کام کو کام پر کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں

نام کی جس کام کو کام پر کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں

نام !

نام کی جس کام کو کام پر کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں

نام کی جس کام کو کام پر کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں
کام کے کام پر تو کام نہ کام نہیں

نام

نام سے جس کام کو کام ہو وہ کام نہیں... کام سے کام ہو تو وہ کام نام کا کام نہیں
کام کرنے سے بدنام ہو تم گر صابر... یہ سنا کام کی ہے نام ہے بدنامی نہیں، بدنام نہیں

نام

نام سے جس کو کام ہے پیارے
ہاں اس کا نیک انجام نہیں
کام کی خاطر کام کرے جو،
کچھ نام سے اس کو کام نہیں
تم نے دل سے کام کیا ہے!
اے صابر تم بدنام نہیں



خار کو شہدہ زن کرے سدا گل پیدا کر لڑتی ناؤ کو پیائے وہ بہاؤ پیدا کر
فضول باتوں سے کیا فائدہ ہوگا صابر، فضول باتیں بے سود ہیں صابر
... کے کیلئے کوشش کرے وہ اثر کام میں پیدا کر

دھار

بنا اس طرح کی کشتی جو طوفانوں کو چکرا دے
بھرے کانٹوں میں بھی جو پھول وہ گلزار پیدا کر
جو پتھر کے جگر میں بھی اتر جاتی ہے بل کھا کر
محبت کی نظر میں وہ انوکھی دھار پیدا کر



اجت

بہشتی رشتہ کا بھی تیار ہو چکا۔ جہان فرشتہ و جان و پیاں پر چکا

بہشتی فرشتہ سے شعلہ بزمِ فرشتہ بانی
بہشت کا رخسار دریا بہتا ہے
خدا کا فرشتوں سے بھی قوت ہے
عبدِ رب کی طرحی شکر ادا ہے

۱۲۷

خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے

احسان

وہ جو دلدار ہے

جو دلدار ہے
جو دلدار ہے
جو دلدار ہے

۱۲۸

خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے

خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے
خدا کا فرشتہ ہے وہی کہ ہے

راحت

مرے دشمن کا بھی تویار ہو جا
جہاں نفرت ہے وہاں تویار ہو جا

وقفا

جہاں نفرت کے شعلے پر فشاں ہیں
محبت کا وہاں دریا بہا دے
خدارا دشمنوں سے بھی وقفا کر
عدو کو دیکھ کر بھی مسکرا دے



احسان

مہر و ملکہ آسان ہے
بے وقافی و وفا کی جان

زندگانی

میرے دل دار تیرے قہر کی آگ
اپر لطف و کرم کا پانی ہے
تیرے ہاتھوں جو موت آئی ہے
ہم کو وہ موت زندگانی ہے



پیغام

رہنمائی دہانوں کا آرام و راحت پہنچا دشمنوں کو جاہِ محبت ملا۔ اس محبت سے معرا غرقِ عالمِ فراہمت
میں کبھی جفا شعار کو بھی پیغامِ محبت سنا۔ ایذا و سائنوں کو تو راحت و آرام پہنچا، دشمنوں کو محبت کے
جام ملا۔ اس آسیب زدہ یا شیطانی دنیا میں جو محبت سے معرا ہے
اس آسیب زدہ یا شیطانی دنیا میں جو محبت سے معرا ہے۔۔۔ کسی وقت آپِ پیغامِ محبت دے

پیغام

راو ایثار میں کھلائے جو پھول
اُس کے گھر میں نہ کیوں بہار آئے
ہاں وہی مرد ہے وہی انسان
دشمنوں پر بھی جس کو پیار آئے

سایہ

خدا کی سے ہر آرزو مانو نے میں تو کیوں سب سے آگے ہے، قیادت کرتا ہے
اپنے سائے سے کیوں جنگ نہیں کرتا۔۔۔ تو دیکھ کہ زرا سایہ مجددِ حق ہے پھر بھی اسے انسان
تو کیوں غرور کرتا ہے

سایہ

اپنے خالق سے جنگ کرنے کو
یہ ترا سینہ کیوں ابھرتا ہے
دیکھ مجددے میں ہے ترا سایہ
اسے بشر کیوں غرور کرتا ہے

بھٹکتا ہے

جبینِ مگر بھی مجدودِ حق ہوتی ہے

اس میں بھی کوئی چالِ شیطان کی بھی ہوتی ہے

طوافِ ایک کعبہ کا کر رہا ہوں

دل ہزاروں بتِ کدوں میں بھٹکتا ہے

بتِ کدے

مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی کیا د

ہر مجدودِ مرا ہے قلبِ شیطان کی مراد

ظاہر میں ہے صرف ایک کعبے کا طواف

اور دل میں ہزار بتِ کدے ہیں آباد



روشن کر

کبھی تو کسی کے کام آئے کبھی تو آلام کی آگ کو بجھا تو

حیرتی چراغِ حیات سے زندگی بھر میں کوئی چراغِ حیات تو روشن کر

چراغ

کھلتے نہیں ہیں جس کی اہاسے دلوں کے پھول

کیا کام تو بہار کو اس مردہ باغ سے

بندوں کا اک دیا بھی جلاتا نہیں ہے جو

اللہ چھین لیتا ہے نور ، اس چراغ سے



مفتی محمد رفیع



جان محمد دیرپا دل دینار میا
خفتم جا ۱۵ سیر تو دینار میا

چنان تبتک اسبہ ہنستاریں
وہ اسکار جہانک سے نہ غفلت ریاضت جہانک

હતેલું જાયે

જ્યાં સુધી આપણે વિદ્યા કરવું જોઈ
 શરૂ કરીએ ત્યારે જરૂર જણાય છે કે
 એના ફલપાથી એ કરો જ્યાં સુધી
 જ્યાં સુધી એ પર જણાય ફલપા જોઈ

رحمتِ اک جہل ہے، اور جہل کے میدان میں
 آتا آٹا کاٹے گا بھریرا دل کا رولہ خرب سے
 آتے آتے دن، ٹوٹ جائے گا بھریرا دل
 اہلِ عالم کے مسلسل قہقروں کی عرب سے

11

١٠٠

وہا میں اگر تو قیصر کا تختہ دار بنی ہے
تو قیصر تو بہر دم طلب تو قیصر سے دور رہنا
تو قیصر کی بہت تشاؤ تھا چہاں اہانت و اختار ہے

دیا ہی جاہ طلبی کا بیج تو اورانی لا
اور تختہ اپنی عزت نفسی کا بیج بھی لا
تو قیصر طلب جاہ سے ہم دم دور ہو رہا
جاہ طلبی کی پشت تنہا میں پہل
و سخاوت سے

31-1

भारत

એ તને દુનિયા અહીં પંચગત તથા અરમાન છે
એ તને તારી અતિથાઈ ૭૫ થયુ જાન છે
તે જમી પાપિયન છે કુરુપ દુર સ્થાને આનથી
આનની વિશ્વ વામનાએ અહીં અરમાન છે

توقیر سے کہیں پر انقلاب ہمارا
نہ اس کو فرسہ نہ ہو بلکہ ہمارا

ہنستا رہے گا

جہاں تک ڈر پوک دل ڈرتا رہے گا، مکالم جہاں اس پر توڑتا رہے گا
اس کے (جہان کے) ہنسنے سے وہ خائف رہے گا جب تک جگ ہنسی سے
وہ ڈرتا رہے گا۔ جہاں تب تک اس پر ہنستا رہے گا

قہقروں کی ضرب سے

زندگی اک جنگ ہے اور جنگ کے میدان میں
ہات اٹھالے گا جو بزدل کا رو بار حرب سے
اک نہ اک، دن ٹوٹ جائے گی کمر اس شخص کی
اہل عالم کے مسلسل قہقروں کی ضرب سے



توقیر

دنیا میں اگر توقیر کا تمھ کو ارمان ہے، تجھے تیری عزت نفس کا کچھ احساس ہے
تو پھر ہر دم طلب توقیر سے دور رہتا، توقیر کی مہمت تمناؤں میں پنہاں اہانت و اختصار؟ سے جاہ طلبی؟
جاہ طلبی

دنیا میں جاہ طلبی کا تجھے، اگر ارمان ہے اور تجھے اپنی عزت نفس کا کچھ پاس ہے تو
تو ہر طلب جاہ سے ہر دم دور ہو۔ اس جاہ طلبی کی مہمت تمنا میں جنگ و فحارت مضمر ہے

توقیر

توقیر ہے صرف بھر اقطابِ کبار
تو اس کو خریدنے چلا ہے بازار
اس راہ میں ذلت کے سوا کچھ بھی نہیں
عزت کے طلب گار، خدا را ہشیار



چاندین صاحبہ کو اب دل ایک طرح سے چھوڑا تھا۔
وہ اس کا شک بھروسہ نہ کر سکتی تھی۔
خیر سب جہوں سے کہیں سسرال میں نہ۔
وہ کیا خیال تھا کہ وہ اس کی زندگی بھر کی

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥
 ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥
 ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥
 ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

اُن کے ہر ذریعہ میں بے شک و شبہ
یہ ایک توڑ و ٹکڑ ہے جو یوں سجایا
تھے کہ ان پر ہر قسم کا نیک و بد
اور یہی ہے جس پر ہر لکھنؤ کا رشتہ دار

[illegible]

દાનમાં જે અને આપણને કોઈ
 જે 'સાથ' જે સહાયતા આપે છે
 દાનને અભિમાની બાંધે રાખીને
 જે 'પ્રત્યક્ષ' નિર્મળીય આપણને કોઈ

باقی

جہاں میں کرب و الم سے کراہنے والے باقی ہیں
زندگی کے سخت گیر بوجھ کے سخت رہنے والے باقی ہیں
تیرے لیوں پر کیوں مسکراہٹ ہے، سمجھ میں یہ بات آتی نہیں
وکی دنیا میں لاکھوں نالہ و فغاں کرنے والے بھی باقی ہیں

کیا روش ہے

آفتاب رہا ہے دیار فغاں میں چمک و رباب
یہ کیا روش ہے غریبوں کے چاہنے والے
ترے لیوں پہ عجب کس کا بیج رہا ہے ستار
اور اس زمیں پہ ہیں لاکھوں کراہنے والے



بیاد

زندگی میں مجھ کو تکیہ ہے تیرا، میں ماحول غمناک ہوتا ہوں یاد سہا سہا تیرا
اگر زندگی میں ترا یاد پارہوں... تو میری دنیا اور آخرت کا مہاب ہو جائے

اپنا لوں

ترانے آسمان گائے، زمیں سرشار ہو جائے
مرے زیر نگین، کل عالم انوار ہو جائے
حجاب غیب سے، اے مسکرا کر دیکھنے والے
اگر میں تجھ کو اپنا لوں تو بیڑا پار ہو جائے

جام رنجہ دے

8

اب غم غم ہوئی ہیں جام رنجہ دے
موت کے دانت نصیبی عشق کا انجام دینے دے
جان کی تاروں میں عداوت قہقہہ
بیان تو دم، آخر بیخیم الفت کو بفرار رنجہ دے

تو تو دے شہر پار وقت نزع سے
دلہا را، تھو حنائی لے کر
آنکھوں سے چھین کر پھر دے
یاں لکھ کر بر آت کر لیا دیکھو

अम रहेवा है

नहीं दुःख कलत्र भारे हवे अम रहेवा है
मरणा-नी शुभ पक्षमां धरने अम रहेवा है
अमानी सुखयोग्यां—अमानी सुखयोग्यां
अमी दुःखमारी त्व श्रेयो पश्याम रहेवा है।

فصل زندگی

وہی زندگی
زندگی کی نعمت

وہی زندگی خوشی میری حاد میں سہاں ہیں
دل میں خوشی کی شانی نواز ہیں
شور میں من مانک زندگی کی نعمت ہیں
زندگی آج تھا کہ دیکھ کر گھر کی ہیں

فصل زندگی

अमन—आम

आमने मरिच हवे भारी भारी भारी नही
मिळ भाई आपनी निरानी देव दयाली नही
शुभ हू भाकिह हू हू वाम पर अमन वाम
मिळी आले हामने मरिच अमानी नही

خیلہ دھنیزل نظر آیا جو مجھ کو دیکھ کر
میرے دریا کے کنارے ہیں تندرستی
شکر کہ ان کو آپ دیکھا اجل اور کر
زندگی کا شکر کہ جو تندرستی پر تندرستی

جام رہنے دے
 مجھے اب غم بھولنا نہیں ہے، جام رہنے دے۔ موت کے وقت معید میں عشق کا انجام رہنے دے
 جہاں کی قساوتوں میں، دردوں میں۔۔۔ یہاں تو دم آخر پیغام الفت کو برقرار رہنے دے

نور

مجھ کو نہ دے شراب کہ اب وقتِ نزع ہے
 دل ہے مرا تصورِ جاں لئے ہوئے
 آنکھوں سے بھین رہا ہے موی زندگی کا نور
 پڑیاں کھڑی ہیں محبتِ سلیمان لئے ہوئے



قسمتِ زندگی۔ زندگی کی قسمت
 دیکھ کر منزلِ خوشی میری، جاس میں سالی نہیں
 دل میں کوئی غم کی نشانی نظر آتی نہیں
 قسمتِ زندگی پر۔ شکر کرتا ہوں مالکِ قسمتِ زندگی پر
 زندگی آج تھا کہ دیکھ کر گھبراتی نہیں

قسمتِ زندگی

جلوۂ منزل نظر آیا جو مجھ کو دور سے
 میرے دریائے سرت میں تلاطم آ گیا
 شکر کرتا ہوں کہ جب دیکھا اجل کو دروید
 زندگی کے خشک ہونٹوں پر تبسم آ گیا



سخیز دیات محیط ایام کے دھارے کے ساتھ بہتا چلا گیا
 میں تقدیر اور تدبیر کے کھیل کھیلتا رہا، بول بہلاتا رہا، تماشے کرتا رہا
 میرا یہ خواب زندگی محض ایک دھوکہ ہے، میں نے اس خواب کو تعبیر کے ساتھ نہیں ہوا
 یہ وہ خواب ہے جسے میں نے کبھی شرمندہ تعبیر ہوتے نہیں دیکھا

خواب

دل، واقعہ تقدیر نہیں ہوتا ہے
 واسطہ تدبیر نہیں ہوتا ہے
 صد حیف کہ خواب زندگی کا کافی اپنا!
 شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا ہے



خطائیں یاد ہیں

اے خدا تیری رحمت کی ادائیں یاد ہیں، عاصموں پر فیضانِ رحمت کی نوازشیں یاد ہیں
 اگر چاہے تو فقط اس بات پر میری بخشش کر دے، نیکیاں بھول گیا ہوں اور خطائیں یاد ہیں
 عاصموں پر فیضانِ رحمت کے نوازشات یاد ہیں
 اگر تو چاہے تو صرف اسی ایک بات پر میری بخشش کر دے کہ جو نیکیاں میں نے کی ہیں
 وہ تو طاقِ نسیاں ہو چکیں یاد نہیں، یاد ہیں تو اور خطائیں یاد ہیں

خطائیں

سر بسر لیلائے رحمت کی ادائیں یاد ہیں
 زندگی پھسکی تھی جن سے وہ ہوا میں یاد ہیں
 شاید اس سے میری بخشش کی نکل آئے سبیل
 نیکیاں اپنی بھلا دی ہیں خطائیں یاد ہیں

پشتان

دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان

دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان

سولستان

دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان

دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان

پنجوری

دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان

پنجوری

دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان
 دېستان او جېل خانې ناروغان

ریگستان کو عجیب انسان بنا دیتا ہے۔ ریگ کے دل میں اربابان گل پیدا کرتا ہے
 بدر کے چھالوں سے خون جو بہتا ہے مآثر
 اس سے قیس معرا میں گھستان کو کلفت بنا دیتا ہے

گلستان

ہم وہ ہیں کہ جس دشتِ بلا سے گزرے
 قلعت کو عطا کیا چراغاں ہم نے
 اور مڑ گئے جب کسی میاں کی طرف
 کانٹوں کو بنا دیا گلستان ہم نے



بے خودی

خرد تجھے تہا کرے گا، غر تجھے حساب سکھائے گا۔۔۔ تو بھی ہر سوال تو کرے خودی تجھ کو جواب دے گی
 ہوش تجھے خست و غراب کرے گا، ہوش تجھے حساب سکھائے گا تو بھی آستانے پر
 طالب سوال تو ہو، از خود رگلی تجھے جواب دے گی
 تو از خود رگلی سے جواب پائے گا

بے خودی

اس خودی سے سوال کرتا ہے
 جو تجھے در بدر پھرائے گی
 بے خودی سے سوال کرے بارے
 وہ تجھے راز داں بنائے گی



غم کی توقیر۔ یا غم کی عزت

خیال کیا تھا کہ غم کا سہارا آنسو ہیں

سہارا کیا ہوں وہ ناچار آنسو ہیں، بھلا جو خود ناچار آنسو ہیں ان میں سہارے کی سکت کہاں ہوگی
حیرت انگیز زندگی جو غم کی عزت (توقیر) کو خالص کرتا ہے۔ وہ نادان آنکھ کے دو چار آنسو ہیں

غم کی توقیر

مشق کا راز ہو گیا افشاء

جلد بازی سے چشمِ پند غم کی

صابر آنسو گرا جو آنکھوں سے

گھٹ گئی آبِ رو مرے غم کی



محبت میں دل کو حاصل وہ معراج کہاں ہے۔۔۔ ختم سے بلا سے وہ تباہ حال کہاں ہے۔۔۔ تاراج

امید کو حاصل حیات ناامیدی (یاں) سے ہے۔۔۔ بد قسمتی سے مجھ کو حاصل ناامیدی کہاں ہے

ناامیدی سے امید کو حاصل حیات ہے لیکن دوائے قسمت مجھے ناامیدی ہی کب حاصل ہے

(پیر کی بد نصیبی ہے کہ میں ناامید نہیں ہوں)

مایوسی

تنت کا نہیں تھمتا ہے طوقاں

ہمارا درد شاید جاوداں ہے

مٹا دیتی ہے جو غم ہائے امید

خدا جانے وہ مایوسی کہاں ہے



ہوئی جو ہری کو
پت پر نہ بندھ سکی تو
دیا جسے شاہ بنوے وہ
(جس) کہ ہے وہ نہ محبت کی دعا تارانی

آجے یوں بہ قیلم ہے جان بول سے
نہ دے دے لاکھوں کیسے کیا ہو
مگر باب چھوہ تیرے جس کو روٹنا
مست کہ معلوم نہ داریاں

ਅਮਰੀ ਤੇ ਭਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ
ਅਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ ਆਮਰੀ
ਅਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ
ਅਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ

میں آدمی کو سب سے بڑا ہے
میں انسان کو سب سے بڑا ہے
میں آدمی کو سب سے بڑا ہے
میں انسان کو سب سے بڑا ہے

میں انسان کو سب سے بڑا ہے
میں آدمی کو سب سے بڑا ہے
میں انسان کو سب سے بڑا ہے
میں آدمی کو سب سے بڑا ہے

میں انسان کو سب سے بڑا ہے
میں آدمی کو سب سے بڑا ہے
میں انسان کو سب سے بڑا ہے
میں آدمی کو سب سے بڑا ہے

ਅਮਰੀ ਤੇ ਭਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ
ਅਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ ਆਮਰੀ
ਅਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ
ਅਮਰੀ ਤੇ ਆਮਰੀ

نادانی

ہو گئی جو ہوتی تھی۔۔۔ بات مرے قہر، قدرت میں نہ تھی
دنیا جسے گناہ کہتی (وہ) ہے (وہ) محبت کی نادانی

نادانی

مجھے ہاں یہ تسلیم ہے جان و دل سے
مرے لے لاکھوں پشیمانیوں ہیں
مگر پاپ کہتی ہے جن کو یہ دنیا
محبت کی محسوم نادانیاں ہیں



عیش

عیش انسان کو حیوان بنا دیتا ہے، اور آدمی کو شیطان بنا دیتا ہے
نہار عیش سے تو موت ہے بہتر صابر..... عیش تو روح کو بے جان بنا دیتا ہے
عیش ہر آدم کو شیطان بنا دیتا ہے..... وہ آدمیوں کو شیاطین بنا دیتا ہے
عیش کی سرمستی سے موت ہے بہتر صابر عیش تو روح کو بے جان بنا دیتا ہے

عیش

زر، طبیعت کو پریشان بنا دیتا ہے
شہر اخلاق کو ویران، بنا دیتا ہے
الاماں، عیش مسلسل ہے وہ کیج مکر وہ
جو فرشتے کو بھی شیطان بنا دیتا ہے



کذا بینہ

قلم بیک در دست یار علی
میرزا علی دشت و الفی زاده داماد علی

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کتابخانه ملک بیک
کتابخانه ملک بیک

کک۔ نہیں

تھا جو ایک دن یار و دوست عیار کہاں ہے۔ صدمہ پر جان دے وہ الفت پر دانہ دار کہاں ہے
 بوئے وفا سے گل نہیں سیکتے۔ کیوں اب بوئے وفا سے گل نہیں سیکتے
 جس سے نہیں اٹھے اب وہ خار کہاں ہے، کک دے وہ خار اب کہاں ہے
 غلش پیدا ہو وہ خار اب کہاں ہے

نہیں

لکھ بتاؤ تو کوئی یار کہاں ہے
 اور یار بھی آئے تو خریدار کہاں ہے
 چھتی ہے جو سینے میں کدھر ہے وہ محبت
 جو گل سے بھی رنگین ہے وہ خار کہاں ہے



عصیاں

محبت دنیا کی نظر میں عصیاں ہے (جہانِ عاصی) عاصی جہاں کدول پر مقش پر یہ خیال ہے
 رکاوٹیں جو کمزری کرتے ہیں راو محبت میں ان سبوں کے حق میں عشاق کی ہدعا ہے
 پریم دنیا کی نظر میں باپ ہے، پاپی بنگ کے من پر یہ چھاپ ہے
 رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں جو راو محبت میں۔ ان سب پر مشاقوں (پریمیوں کا) سراپ ہے

ترانہ

لب زندگی پر قیامت کے دن تک
 محبت کا جاری رہے گا ترانہ
 ترانوں کو جو آئیں گے غرق کرنے
 انہیں غرق کرتا رہے گا ترانہ

1945-46

ક્રિષ્ણે કુરુક્ષેત્રે જયન્તી નમઃ સંવત્સર કાર્તિકે
 જયન્તી સંવત્સરે જયન્તી નમઃ સંવત્સર કાર્તિકે
 જયન્તી સંવત્સરે જયન્તી નમઃ સંવત્સર કાર્તિકે
 જયન્તી સંવત્સરે જયન્તી નમઃ સંવત્સર કાર્તિકે

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

خوشی کی آمد

علم و اندوہ سے سرشار جہاں میں بیش کی انجمن کس لئے؟ خزاں زد خاک چمن پر بہر میں چھا گئیں
کس لئے؟ مجھے کوئی یہ سمجھائے کہ یہ کیا قدرت کے عہد ہیں کہ
میری محفل میں خوشی کی آمد کس لئے۔ میری محفل میں خوشی کی آمد کا کیا سبب ہے؟
مجھے کوئی یہ سمجھائے کہ اس میں مضمر راہ قدرت کیا ہیں!

خوشی کی آمد

سیاہیوں کی طرف یہ کیسا جلوں تابندہ آ رہا ہے
مری کراہوں کی انجمن میں یہ کون برہنہ بجا رہا ہے
یہ بھید کیا ہے، یہ کھیل کیا ہے، کوئی بتا دے یہ راز قدرت
اسے ہرے سرخ آنسوؤں میں یہ کون گھونگٹ اٹھا رہا ہے



کیسے فراموش کر دوں

عزیز و خاندوں نے جو مجھ سے محبت کا برتاؤ کیا ہے اسے کیسے بھول جاؤں وہ تو میرے غم کے سونے
یادگار تھے۔ ایسی وقت میں کام آئے جب کہ میں گرفتار بلائے غم تھا
انہوں نے جنگوں و دیرانوں میں میرے پاؤں کے چھالے، آبلہ پا۔ پھوڑے
ایسے عزیز خاندوں کا احسان کیسے بھول جاؤں، یادوان خاندوں کی محبت کو کیسے فراموش کر دوں
جنگوں میں چھالے میرے سروں کے دل سے پھوڑے
دل سے یہاں بہت خیالی سے سروا ہے یا خود بخود..... سن خاند عزیزوں کا احسان کیسے فراموش کر دوں

بھلا دوں کیوں کر

آرام میں پیاروں کو بھلا دوں کیوں کر
میں ساتھ کے یاروں کو بھلا دوں کیوں کر
رہنمائی بتائے تھے جنہوں نے گمراہی
ان دشت کے خاندوں کو بھلا دوں کیوں کر

تجلی

مہف حیات کے گمراہ گروہ
جسے لگا کر جامِ حیات نور ہو جا
باعتنی کی لیلر جگہ کو نکالو
نورِ احاطہ کی برسات کو پورا جا سورہ ہو جا
بعد از اس نور ہو جا جگہ کو نکالو

نیرانیہ کے ہاں پھر
ہاں لہو لہو لہو لہو
ہاں لہو لہو لہو لہو
ہاں لہو لہو لہو لہو

نیرانیہ

وصالِ حیات جذبات کو مٹاتا ہے
وصالِ حیات کو مٹاتا ہے
وصالِ حیات کو مٹاتا ہے
وصالِ حیات کو مٹاتا ہے

نیرانیہ

نیرانیہ کے ہاں پھر
نیرانیہ کے ہاں پھر
نیرانیہ کے ہاں پھر
نیرانیہ کے ہاں پھر

نیرانیہ کے ہاں پھر
نیرانیہ کے ہاں پھر
نیرانیہ کے ہاں پھر
نیرانیہ کے ہاں پھر

وصالِ حیات کو مٹاتا ہے
وصالِ حیات کو مٹاتا ہے
وصالِ حیات کو مٹاتا ہے
وصالِ حیات کو مٹاتا ہے

مئی

کیسے حیات سے سرشار ہو جا۔۔۔ پی کر جام حیات غمور ہو جا
 ہاتھوں میں مئی لے کر پیلے سوچ لے۔۔۔ بعد اس کے اگر ہوتا ہے تو ہو جا مگر وہ ہو جا
 بعد اس کے مگر وہ ہو جا چاہے تو ہو جا

مئی

چلتی پہ رکھ، خاک کی ایک چٹکی
 پھر اک پھونک مار لو اس کو اُڑا دے
 بس اتنی سی ہستی ہے اے یار تیری
 نکیر کے، پھر بھی ہیں تن پر لبا دے

نا امیدی

وصال تو محبت جذبات کو مٹاتا ہے
 وصال تو محبت کی ضیاء کو بجھاتا ہے
 نا امیدی میں ہے، معسرا سید کی جان۔۔۔ امید میں، محبت کو جھولا جھلاتی ہے

آہیں

وصالِ صنم کی تمنا نہ کرنا
 وصالِ صنم آگ کا ہے بگولا
 اُجالوں کو دیتے ہیں روتی اندھیرے
 محبت کو آہیں جھلاتی ہیں جھولا

جہاں آفتاب
 اُڑی ہو رہی ہو
 لکھی ہو کہ اُڑی ہو
 جہاں آفتاب
 اُڑی ہو رہی ہو
 لکھی ہو کہ اُڑی ہو

میرے ہاتھوں میں ہے یہ دنیا
 میں ہے یہ دنیا میرے ہاتھوں میں
 میرے ہاتھوں میں ہے یہ دنیا
 میں ہے یہ دنیا میرے ہاتھوں میں

جہاں آفتاب
 اُڑی ہو رہی ہو
 لکھی ہو کہ اُڑی ہو
 جہاں آفتاب
 اُڑی ہو رہی ہو
 لکھی ہو کہ اُڑی ہو

جہاں آفتاب
 اُڑی ہو رہی ہو
 لکھی ہو کہ اُڑی ہو
 جہاں آفتاب
 اُڑی ہو رہی ہو
 لکھی ہو کہ اُڑی ہو

میرے ہاتھوں میں ہے یہ دنیا
 میں ہے یہ دنیا میرے ہاتھوں میں
 میرے ہاتھوں میں ہے یہ دنیا
 میں ہے یہ دنیا میرے ہاتھوں میں

چراغ

تو دیکھ بھر روزمانے کی فضا کیسی ہے
کیسی چراغ کی گردش، غم کی گھاٹ کیسی ہے۔ . . چراغ امید لے کر باہر نکل صابر
تو جانتا نہیں نادان دنیا (زمانے) کی ہوا کیسی ہے

چراغ امید

جھونکوں کے آدمی سے ہے فضا نا ہموار
ہلچل ہے بپا کانپ رہے ہیں گلزار
جاتا ہے کدھر لئے چراغ امید
آمدگی آئی ہوئی ہے ، صابر ہشیار



جاودانی سب سے

زندگی پیغام موت بن کر آتی ہے
موت آ کر فنا کو بقا کا جام پلاتی ہے۔ . . تو شہادت سے جاودانی حاصل کر صابر
بہل شہادت، زندگی مر کے پاتا ہے

حیات جاوداں

پیام زندگی ، آہ و فغاں ہے
کہ وہ اک شکل مرگ، ناگہاں ہے
شہید عشق کی ہاں موت واللہ
حقیقت میں حیات جاوداں ہے



خداوند موفق فرما -
 در هر وقت که دعا کنی -
 این دعا را بخوان -
 بوجای بندگی و خدمت فرما

شراب عاقبتی که چندی فرما
 جویندی و اگر بیا فرما
 خوار و خوار و خوار و خوار
 در آن بندگی و خوار و خوار

بیراگو گور

بیراگو گور گور گور
 گور گور گور گور
 گور گور گور گور
 گور گور گور گور

خداوند موفق فرما -
 در هر وقت که دعا کنی -
 این دعا را بخوان -
 بوجای بندگی و خدمت فرما

شراب عاقبتی که چندی فرما
 جویندی و اگر بیا فرما
 خوار و خوار و خوار و خوار
 در آن بندگی و خوار و خوار

شاهنام

شاهنام شاهنام شاهنام
 شاهنام شاهنام شاهنام
 شاهنام شاهنام شاهنام
 شاهنام شاهنام شاهنام

چراغ طور

فعلہ احر سے تو نور ہو جا۔ تو نور ہو جانا

لور بن کر تو جیسا دل نہ ہو جا۔ دل سے دور نہ ہو جانا

حیرے ساندہ گی پر تو نور خدا ہے۔ ہو جا دنیا کے لئے تو چراغ طور ہو جا

چراغ طور

شراب عاشقی سے چور ہو جا

جو ممکن ہو سراپا نور ہو جا

خدا کی شان پیدا کر چلن میں

ارے بندے، چراغ طور ہو جا



شبنم

چمن کی یاد میں بلبل انگبار ہے

اور بلبل کی یاد میں گل انگبار ہے۔ سینہ نگار ہے

نہیں ہیں صابر کچھ شبنم کے قطرے۔۔۔۔۔ روتا ہے گل بھی بلبل انگبار ہے

شبنم

صبح اٹھ کر دیکھ اے مرد خدا

آنسوؤں سے منہ کو دھوتا ہے چمن

گل بھی ہے السردہ، بلبل بھی اداس

پردہ شب نیم میں روتا ہے چمن



مکمل جا رہی ہیں
 جو کہ پیر و پیمان سے پیدا ہو کر
 ان کے درون میں
 جو کہ ان کے اندر
 جو کہ ان کے اندر
 جو کہ ان کے اندر

پیدا ہو رہی ہیں

ہے وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر

وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر

کیا ہے
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر

ہے وہ ان کے اندر

ہے وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر

ہے وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر
 وہ ان کے اندر

بھول جایا نہیں

بیدار دکراں سے پیدا ہو سمجھا جایا نہیں ہوش و خرد کی دنیا میں مجھے جیا جایا نہیں
بھولنے وہ غم پیئے گیا میں جامِ مگر بے خودی میں بھی درد مگر بھول جایا نہیں

بھلایا نہیں جاتا

وہ درد کا ایوان ہے کہ ڈھایا نہیں جاتا
وہ داغ ہے دل میں کہ مٹایا نہیں جاتا
پیمانے پہ پکانہ چٹے جاتا ہوں صابر
اور غم ہے کہ کم بخت بھلایا نہیں جاتا



کیا جانے

دل کی گہرائیں تک پہنچنے میں جو صدے کوئی کیا جانے
جو سدا روشنی میں رہتا ہے تاریکی شب کو کیا جانے
نزدبان جس کو کہہ سکے نہ کام جس کو سمجھا سکے
جو آنکھ سے کہی جاسکے اس بات کو کوئی کیا جانے

کیا جانے

جس رات میں نیند آتی ہی نہیں اس رات کو کوئی کیا جانے
آرام کی ہستی دنیا میں آفات کو کوئی کیا جانے
پلکوں پر زندگی ہے جو صدا کون اس کو سنے سب بہرے ہیں
آنکھوں سے ادا جو ہوتی ہے اس بات کو کوئی کیا جانے



صبر و دوست داشتن
 صبر و دوست داشتن
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش

در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش

در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش

در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش
 در خانه ساقی نمون خوش

سب دعا گیار ہیں
 صراحی کے ساتھ بیانے بھی انگبار ہیں
 خدا جانے ساقی کیوں خوش ہے
 موت پر میرے مکان (بھی) انگبار ہے۔ اہل مکان انگبار ہیں

انگبار

میت پہ مری ہے سو گواروں کی قطار
 ہر آنکھ ہے اشک بار ہر دل ہے نگار
 شاید مری بخشش سے ہے ساقی آگاہ
 تنہا وہ خوش ہے رور ہے ہیں مے خوار



تو کیا ہوتا

جو دشمن ہے میرا گریا ہو جاتا تو کیا ہوتا
 جگر کا درد اگر درمان ہو جاتا تو کیا ہوتا مجھے نیرت سے پیار ہے اور پیار بھی کیا
 اگر اس کی نیرت پیار ہو جاتی تو کیا ہوتا

تو کیا ہوتا

مجھے جب اس کی نیرت پر بھی اتنا پیار آتا ہے
 اگر اس پر لگاؤٹ کا گماں ہوتا تو کیا ہوتا
 جب اتنی بے وفائی پر بھی مجھ کو مشق ہے اس سے
 خداوند اگر وہ صہراں ہوتا تو کیا ہوتا

دیدار

تصویر کدول میں کیوں نہیں رکھتا ہوں
خود داری۔ خودی کو کھو کر کیوں (مہٹ) گزرا تا ہوں
جہر میں کیوں دیدار صنم نہیں پاتا ہوں۔ زندگی میں ہے موت کیوں مرتا ہوں

دیدار

جو دل میں جمال دل رہا پاتے ہیں
وہ دید کے چکر میں نہیں آتے ہیں
جو جہر میں دیکھتے نہیں روئے صنم
وہ حسرت وصل سے مر جاتے ہیں



شوکت و عظمت

میں دیکھوں تجھے پہلوؤں میں نور (برگوں) بگھڑیوں میں..... غلوں عطا کر پارہ میری بگھیراں میں
رضاء پہلوں راضی، حمایت ایسی عقیدت کر بلور زندگی کی سادگی
عطا کر شوکت و عظمت

عطا کر

طس و خار میں بھی ترا جلوہ دیکھوں
الٹی مجھے وہ بصیرت عطا کر
جو مرضی ہو تیری، وہ مرضی ہو میری
وہ گہری نظر، وہ عقیدت عطا کر
مری شام کو صبح کا نور دے دے
مری سادگی کو جلالت عطا کر

نرم

زاد و ولادت سخن سازم و مکتب
 ملا محمد یزدانی و ملا محمد یزدانی
 علامه شمس الدین عارف اصفهانی
 قلمی از کلام و قلمی از کلام

تصحیح و تصحیح

تصحیح و تصحیح
 تصحیح و تصحیح
 تصحیح و تصحیح
 تصحیح و تصحیح

۲۴۱

۱. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱
 ۲. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱
 ۳. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱
 ۴. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱

استقبال

۲۴۲

بیت کوئی که از این
 بیت که در این
 حاکمیت که از این
 این بیت که از این

بیت که از این
 بیت که از این
 بیت که از این
 بیت که از این

حاکمیت که از این
 حاکمیت که از این
 حاکمیت که از این
 حاکمیت که از این

استقبال

۱. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱
 ۲. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱
 ۳. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱
 ۴. ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱

بیت که از این
 بیت که از این
 بیت که از این
 بیت که از این

کرم

تو اندھی عقیدت مناجاتوں پر بندھ
 غلط بندوں پر تو ادا العزم منصوبے نہ ہاں
 غرور عبادت کو ترک کر کے تو کل کر کرم کی اجھاکر

کار سیاہ

تیری ہر بندگی ہے اک کار سیاہ
 تیرا ہر بچہ کھوکھلا ہے واللہ
 جس سے آتا ہے نفسِ انساں میں غرور
 اے عابدِ خود ہیں، وہ عبادت ہے گناہ



بہت سے لوگوں کے احسان باقی ہیں
 بہت سے درووں کے ارباب باقی ہیں
 صابر نہ سمجھ یہ کہ زندگی اب کامیاب و کامران ہے
 ابھی موت کا استقبال کرنا باقی ہے

استقبال

کتنے احساں، کتنی چشیں، کتنے درد
 توڑنا باقی ہیں لاکھوں جال ابھی
 ہوش میں آ، اے حیاتِ کامران
 موت کا کرنا ہے استقبال ابھی



محبت

محبت زندگی میں تازگی لاتا ہے۔ محبت زندگی کے دار بھاتی ہے
جہان کی اس قاتل قسارت کو محبت محبوب کر کے پاتی ہے

محبت

وعدت کے جب اسرار بتاتی ہے محبت
کانٹوں میں بھی سو پھول کھلاتی ہے محبت
انسان کو شیطان کے چنگل سے چھڑا کر
اللہ کے پہلو میں بٹھاتی ہے محبت



تدبیر

دیکھ کر حکم عظیم دل، دیکھ کر ایقان وہ بھی پار کر گئے
ارادے بندھار میں بھی راستہ بنا گئے
مگر چہ نواسۂ تقدیر مخالف تھا
تدبیر مری دیکھ کر ستارے بدل گئے

تدبیر

کشتی مری، لڑی جو مخالف ہواؤں سے
دریائے روزگار کے دھارے بدل گئے
تدبیر نے وہ دھوم مچا دی کہ چرخ پر
تقدیر کے تمام ستارے بدل گئے



مختصر و مفید

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید
فردوسی و ...
و ...

مختصر و مفید

ادھار

منگرتیری کوئی خطا نہیں تو یاد کرتا ہے (یہ بھی) تیری مٹا ہے
مجھے اپنی وفا ہمارا خطا نہیں تو پھر تجھ سے کیوں کہوں تو بے وفا ہے کیسے کہوں تو بے وفا ہے

جفل ہوں

نہی جب دہر کی آب و ہوا ہے
تو پھر تیری منگرتیری کیا خطا ہے
میں خود اپنی وفا سے جب جفل ہوں
تو کس منہ سے کہوں تو بے وفا ہے



اثر ہاتی نہیں

جستہ غیب ہمیشہ تسکین دل رنجور ہے، مسیحا بن کے غم دل کو مٹاتی ہے
مجھے سمجھاؤ سہمیں کیوں اثر ہاتی نہیں ہے ساقی شرب کیوں آج کل دل کو زیادہ تسکین بخشتی ہے
شراب دل رنجور کے لیے ہمیشہ راحت بخش ہے
غم دل کو وہ مسیحا بن کے مٹاتا ہے ساقی یہ مجھے سمجھا کہ
شراب میں اثر کیوں نہیں رہا اب شراب دل کو زیادہ مرشاد غم کیوں کرتا ہے

اثر ہاتی ہے

وہ سے جو ہر اک درد مٹا دیتی ہے
آہوں کو بھی آہنگ بنا دیتی ہے
ساقی یہ غضب کیا ہے کہ اب مجھ کو وہ سے
کچھ اور بھی افسردہ بنا دیتی ہے



مردم
و این مردم را در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را

منوچهر بنامش می‌خواند
و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را

در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را

و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را

و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را

و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را
در دستش می‌گیرد
و می‌گوید که این مردم را

پردانہ

طوائف چراغ وہ بھی کرتے نہیں۔۔۔ خودکشی وہ کرتے نہیں بھی
ایسے دیکھے پردانے جو بھر میں جلتے ہیں پھر جل مرتے نہیں

پردانہ

مظلوم نہیں ہوتے جو ہنجر و حشت سے
داسن کبھی ایسوں کے صد چاک نہیں ہوتے
اسے شمع حقیقت ہم تیرے ہیں وہ پردانے
جلتے ہیں مگر جل کر جو خاک نہیں ہوتے

۱۵

دھرتی

غور کر لے غافل کل کیا ہوتا ہے
آج کا جو بویا ہے پھل اس کے کل پاتا ہے۔ کل اس کے پھل پاتا ہے
تو اسے دھرتی ہاشی انسان مجھ لے دکھ
کہ تجھے دیکھتے ہی دیکھتے دھرتی بن جاتا ہے
تجھے آٹا ٹائیس دھرتی اُمد جاتا ہے

دھرتی

اس زمیں پر ہم تھے، پل بھر میں تن کر رہ گئے
خاک سے پیدا ہوئے تھے، خاک بن کر رہ گئے



خدا شکر بی تو چه
 تبارک و تعالی که تو را
 تو را میگویند و بسیار مدح
 کرده اند و میگویند

و اینست که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

خداوند آفرید و در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

و اینست که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

و اینست که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

و اینست که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

و اینست که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

و اینست که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

و اینست که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم
 که در این عالم

سوق

خدا کا شکر برق مری ہے جتنی ایک نئی انگ کو پیدا کر رہی ہے (کہ)
 نئی وضع کا آب آشیانہ بناؤں گا مجھے یا ایک انوکھا سوق ملا ہے
 خدا کا شکر کہ بجلی گرنے پر آشیانہ تیار ہوا تو دل میں ایک نئے خیال کو تحریک ملی
 کتاب نئی وضع کا آشیانہ بناؤں گا برق کے گرنے سے ایک انوکھا سوق مجھے حاصل ہوا ہے

آشیانہ

ظہنوں نے دل میں خوشی کا دریچہ کھول دیا
 ملی جب آہ سے فرصت ، نیا ترانہ بنا
 ہزار شکر کہ اک طرح نو نکل آئی
 گری جو برق تو اک تازہ آشیانہ بنا



سالگرہ

تو خوشی سے کیوں اتنا پھولا نہیں مانتا اور یوں سرور ہو کر کیوں مسکراتا ہے
 کہ سال سے زندگی کی سی تو گفتی ہے غمخیز ہو جاتی ہے کیوں نہیں تو اس کا خوش ہو کے جشن مناتا ہے
 سال میں گرہ لگتی ہے اس سے حیات کی
 رہی تو غمخیز ہوتی جاتی ہے تو پھر سالگرہ تو خوشی خوشی اسے مناتا ہے
 اور اتنی خوشی کرتا ہے کہ خوشی سے پھولا نہیں مانتا اور یوں سرور ہو کر مسکراتا ہے
 (بھلا سالگرہ بھی کوئی خوشی کا موقع ہے یہ زندگی کی خبر دینے والا ہے)

سالگرہ

اے برادر بوقت سالگرہ!
 کس قدر دھوم دھام ہے آج
 زلف مستی ، دراز فرمادی
 رشتہ عمر جب ہوا کوتاہ

جھلک

انہی کر کرم اپنا مجھ پر۔ ہوں ماسزادار پھر بھی مجھ پر دم کر

جو دنیا ہے سکھوں کو دے، بس

جھلک چکرتی صفت کی حطا کر

صفت

اوروں کو غریقِ عمرِ نعت کر دے

ان کے لیے دوزخ کو بھی جنت کر دے

اس بندۂ ناچیز کو لیکن مولے

اپنی صفتِ کرمِ حمایت کر دے



دنیا

بھلا تو دنیا بھی بھلی لگتی ہے

سچا ہے تو دنیا بھی بھلی لگتی ہے

فی الحقیقت اگر دیکھے تو صابر۔ بُرا ہونے سے بد دنیا بُری لگتی ہے

دنیا

تجھے یہ بات کیا سمجھائے صابر

یہ اچھی زندگی ہے یا بُری ہے

بھلا تو ہے تو اچھا ہے زمانہ

بُرا تو ہے تو کُل دنیا بُری ہے



تغیر۔ شبیہ تصویر

(جیلو) شبیہ تصویر دیکھو، اگر پرکھو گئے سنائی ہے
 قدم میں اخاذی پر قسم دیکھو، میں مہاجر
 کہ ہر وقت میں دیکھ رہا ہوں صورت دکھائی ہے

میراث

کدام میراث نہیں دیوانہ کی سُن سُن مٹانے کے
 کونسی میراث تیری کھانا مٹانے کے
 کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے
 کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے

اگر تیرے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے
 کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے
 کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے
 کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے کدو کے

شب

زمانے کے خاکستری ڈھونڈ رہا ہوں
 ہیں بڑے بڑے بڑے ڈھونڈ رہا ہوں
 شب میں ہم جہاں گئے
 (رؤ) سب ڈھونڈ رہا ہوں

کھانا

کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا
 کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا
 کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا
 کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا کھانا

جہاں تک تھیں، شباب کہ آج، جہاں تک
 آج تک میں جیتا، جہاں تک میں جیتا
 جہاں تک میں جیتا، جہاں تک میں جیتا
 اب جہاں تک میں جیتا، جہاں تک میں جیتا

محبوبہ۔ تصویر

قدم اٹھتے نہیں، جنوں کیا کیا کر شے دکھاتا ہے
(خیال؟) محبوبہ درہا سناؤ کر ہر لمحہ مجھے ستاتی ہے
قدم میں اٹھاؤں پر قدم اٹھتے نہیں صابر۔ کہ ہر ذرے میں یار اپنی صورت دکھاتا ہے

تصور

اُف تصور سے تنگ ہوں صابر
وہ میرے ساتھ ہے جدھر جاؤں
ہر قدم پر ہے، یار کا، دیدار
ہائے میں کیا کروں کدھر جاؤں؟



شباب

زمانے کی خاکستر میں ڈھونڈ رہا ہوں
نہیں پاؤں گا پھر بھی ڈھونڈ رہا ہوں
شیب میں غم ہوئی ہے کر (گویا) شباب ڈھونڈ رہا ہوں

شباب

محبوبہ! تھا اک شباب کہ آیا چلا گیا
اک زلف تھی حیات، جو پل میں بکھر گئی
کل تن کے دیکھتا تھا کہ گل قام ہیں کہاں
اب جسک کے ڈھونڈتا ہوں جوانی کدھر گئی



زنجیر

۱۰۔ میں بھی اب تاثیر کہاں ہے۔۔۔ (خود) فراشی کی کوئی تدبیر کہاں ہے
میں لوٹ کر پھر آزاد ہو جاؤں۔۔۔ اظہارِ الفت کی زنجیر کہاں ہے

زنجیر

اب درد کو ، بیانہ بھی دھوکا نہیں دیتا
اب ٹم پہ صراحی بھی جھکائی نہیں دیتی!
اس پاؤں میں مدت سے وہ زنجیر ہے جس کی
جھنکار تو سنتا ہوں دکھائی نہیں دیتی



ارمان

اپنی محبت میں خود کو جو بے جاں بنا دیتا ہے
روح کو مہمان جہاں بنا دیتا ہے
خس بھی سجدہ شکر بجالاتا ہے صابر
موت کو اگر کوئی ارمان بنا دیتا ہے۔۔۔ لیتا ہے

محبوب

کوئین کو چوکٹ پہ جھکا یا صابر
آفاق کو محفل میں نہایا صابر
قدموں پہ مرے گری حیاتِ ابدی
جب موت کو محبوب بنایا صابر



منزل

ہمد صحت تنہا ہمارا دور ہوتی ہے۔ امید برآتی ہے
 غمخسبے دل میں کہ منزل ملتی ہے
 ملتی ہے ہائے وہ کس حالت میں۔ برق گری منزل جل رہی ہے

منزل

نظر کے سامنے منزل تھی میری
 لبوں پر تھا مسرت کا ترانہ
 جو گمن باغ میں پہنچا تو دیکھا
 دھڑا دھڑا جل رہا ہے آشیانہ



جوانی

جاوداں نہیں ہے زندگی
 زندگی کے حالات بھی من مانی۔ تصورات حیات بھی من مانی
 جاتی ہے جو چیز جا کر ہی رہے گی۔ کچھ ہے جوانی، جاتی ہے جوانی

جوانی

صد حیف کہ فانی ہے جوانی ساقی
 دریا کی روانی ہے، جوانی ساقی
 ساغر میں اٹھ مل جلد، نکسل ہوئی آگ
 بہتا ہوا پانی ہے، جوانی ساقی



تہنا -

جدائی کے دم پر میری تہنا
جدائی کے دم پر میری تہنا
زیرِ آسمان میری تہنا
وہاں تو سننے کو کہو ہوا
تہنا کو بستر سے ہے تہنا اب تہنا میں کو سنا کر چلتا

تہنا -

میرا دل ہے تہنا کے ساتھ
تہنا نے میری ہر بات کو
میرا دل ہے تہنا کے ساتھ
تہنا نے میری ہر بات کو

تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا

روشن
تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا

تہنا -

میرا دل ہے تہنا کے ساتھ
تہنا نے میری ہر بات کو
میرا دل ہے تہنا کے ساتھ
تہنا نے میری ہر بات کو

تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا
تہنا میں کو سنا کر چلتا

تہنا

جہاں کے دم گر مجھ سے تہنا..... زندگی، زندگی کی کرے گی تہنا
وصال تو نے زندگی برباد کر دی۔ اب تہنا ہی کو ترسا کرے گی تہنا

وصل

بھٹکا دل کو بلا کا چھالا تو نے
فرقت کی بہشت سے نکالا تو نے
جس میں نظر آتا تھا جمال محبوب
اے وصل وہ شیشہ توڑ ڈالا تو نے



روشنی

غم کی محض فوج نہیں ملی
ملی ہے دو عالم کی سلطنت
اس سے گلشن میں کیسی روشنی ہے
آنسو میں قصور ہے شبنم کی

شبِ غم

دو لہجہ غم ہوئی ہے جب سے عطا
دل کے زیرِ تنگیں دو عالم ہیں
سرخ آنکھوں میں یہ نہیں آنسو
پھول پر قطرہ ہائے شبِ غم ہیں



راحت

نہیں بہت ہی سیر ہو کر رہا ہوں
 یا مریں بہت ہی عار ہوئی
 میرے گھما گھما کر (راحت خان)
 ہر دم سے لے کر یہ راحت کو

شکر

میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے

جب بار بہت کلا اٹھا یا میرے
 پائے جان سے سر جھکایا میرے
 جب لڑکے کے یہاں خوشی تھی
 تو میرے کھیلنے کے لگا یا میرے

موت

قد انوار الہی
 نہ ہی تھی قد انوار الہی
 دینی انوار الہی
 میرا بھی یہی رہی ہے

میرا

میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے

میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے
 میرا بھی یہی رہی ہے

راحت

غم سے محبت کی میں پرورش کر رہا ہوں
 کیا کروں محبت کی عادت کو میں
 جسے بگھا تھا راجہ دل (راحت جاں)
 وہ لڑکے مجھے ہیں رات کو

بار محبت

جب ، بار محبت کا اٹھایا میں نے
 پائے جاں پہ سر جھکایا میں نے
 جب لڑکے کے گیا خوشی محل سے
 تو غم کو، کلیجے سے لگایا میں نے

موتی

قدر انسان کی کبھی نہ پہچانی
 نہ ان قدروں کی قیمت جانی
 رہیں آنکھ میں تو محبوب ہوں موتی۔۔۔ نہیں آنکھ سے تو ہو جائیں پانی

موتی

بڑی دولت بے بہا ہیں یہ آنسو
 کسی نے مگر قدر ان کی نہ جانی
 جو آنکھوں میں چمکیں تو انمول موتی
 جو پلوں سے چکیں تو ناچنے والے پانی

ستم (جور)

اہل دل غم کا غم نہیں کرتے۔ آنسو آنکھ کو تم نہیں کرتے۔ نہ کوئی ہے ستم صنم کا
شکایت یہ ہے کہ ستم کیوں نہیں کرتے۔ ہمت والے۔ اہل جرأت و ہمت غم کا غم نہیں کرتے
آنسو آنکھیں تم نہیں کرتے (جور صنم) صنم کے ظلم کے دو شاکی ہیں
شاکی ہیں اس بات کے ستم (جور) کیوں نہیں کرتے

ستم

مقام عاشقی میں تنگ ہے ذوق ہوس کاری
خوشی کے ہم نہیں طالب ہمیں غم سے محبت ہے
ہمیں بھی شادیاں فرماؤ تم سے یہ نہیں کہتے
ہمیں برباد کیوں کرتے نہیں اس کی شکایت ہے



کچھ ایسا ہو گیا کہ عشق باری بھول گیا
دل میں الفت کا جو جذبہ تھا اسے بھول گیا
بے رحم دوستوں کی ریاکارانہ محبت دیکھ کر۔ زندگی میں دشمنوں کی عداوت بھول گیا

بھول گیا

اخلاص کی بنیادیں چھوٹ گئیں
عشق اپنی وقائیں بھول گیا
احباب نے دل یوں توڑ دیا
اعداء کی جھانکیں بھول گیا!



حیات جاوداں

محبت میں جو جان دے سکتا ہے

(جان) دے کر حیات جاوداں لے سکتا ہے

نہ جو محبت میں ہو گیا ہو۔ ہو جائے۔۔۔ اس کی موت بھی حیات جاوداں ہو سکتی ہے

حیات جاوداں

لیوں پہ جس کے لگاتا ہے عشق ہر سکوت

تو اس سے دروہ دو عالم، کلام کرتی ہے

ہمید ناز محبت کی موت کو صابر

حیاتِ خضر و مسیحا سلام کرتی ہے



زندگی کی بھیک

زندگی سے زندگی کی خاطر احتجاج کرکے کروں! کیا کارسہیں حیات سے آغاز حیات کروں!

زندگی کی ہوا میں موت کی سردی ہے (خیم زندگی میں موت کی خشکی ہے)

گر ہاں نہیں لے کر سر آئیں کیوں کرو

زندگی کی بھیک

کچھ نہ ہو جس التجا کا مدعا

جاؤں کیوں اُس التجا کے واسطے

زندگی کی گرم سانسیں کیوں تجوں

موت کی شہنشاہی ہوا کے واسطے



آزادی

آزادی یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار

آزادی

آزادی یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار

آزادی یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار

آزادی

آزادی

آزادی یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار

آزادی

آزادی یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار

آزادی یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار
 اختیار یعنی اختیار

آزادی

زندگی میں کچھ تغیر و تبدل پیدا کر، انقلابی زندگی اختیار کر
انقلاب کو دتیرہ حیات بنا۔ قید سے چھٹکارا اگر پانا ہے تو قفس میں پروں کو تو بھر پڑا

آزادی

اے اسیر قفس جیلا بین
پہا پہاچا ، باز گرفتاری
بال و پر کی بس ایک جنبش سے
ٹوٹ جائیں گی تیلیاں ساری



توقیر۔ عزت

حقیقی محبت کی توقیر کیوں نہیں ہے، حقیقی محبت کی عزت کیوں نہیں ہے
حصص کچھ پاس مروّت نہیں ہے۔ حصص ہمدستی سے نفرت، مجھے دشمنی سے بھی نفرت نہیں ہے
وقت (احرام)

حقیقی محبت کی کیوں وقت نہیں ہے دُعا بھی کیوں۔ پاس مروّت نہیں، قے ہمدستی سے نفرت ہے
اور مجھے دشمنی سے بھی عداوت ہے

عداوت

مجھے سخت حیرت ہے اس پر کہ تجھ میں
محبت تو کیسی، مروّت نہیں ہے
ترے دل میں ہے دوستوں سے بھی کینہ
مجھے دشمنوں سے بھی نفرت نہیں ہے



تسلیت
دم الفت
کمی نم دل سے دل افروز
کمی الفت کی زلف
جاننی دم الفت
کمی الفت کی زلف

آپ کے لیے ہیں قند چھوڑ
آپ کے لیے ہیں قند چھوڑ
آپ کے لیے ہیں قند چھوڑ
آپ کے لیے ہیں قند چھوڑ

میرا ماس

ہر صبح وہ صبح کے صبح
ہر صبح وہ صبح کے صبح
ہر صبح وہ صبح کے صبح
ہر صبح وہ صبح کے صبح

مشرق ہے برا جاں نیتیاں
مشرق ہے برا جاں نیتیاں
مشرق ہے برا جاں نیتیاں
مشرق ہے برا جاں نیتیاں

دل کو ان کے آئینہ میں
دل کو ان کے آئینہ میں
دل کو ان کے آئینہ میں
دل کو ان کے آئینہ میں

سکھاتا

نیر سے نکل کر دم سے یارب
نیر سے نکل کر دم سے یارب
نیر سے نکل کر دم سے یارب
نیر سے نکل کر دم سے یارب

کیتے ہمارے ہر صبح کے صبح
کیتے ہمارے ہر صبح کے صبح
کیتے ہمارے ہر صبح کے صبح
کیتے ہمارے ہر صبح کے صبح

کبھی تم دل سے دل تو ملاؤ۔۔۔ کبھی الفت کی گن تو گناؤ
 حیات میں دم الفت پھونک کر
 کبھی تو موت کو زیست بناؤ

دم الفت

کس لئے اس قدر جھجکتے ہو
 دل بھی مل جائیں گے، نظر تو ملاؤ
 میری آنکھوں میں ڈال کر آنکھیں
 موت کے عین میں۔ زندگی تو اُگاؤ



دل کو انجمن کے موتی ملے ہیں
 الفت کے آسان کے ستارے چمک رہے ہیں
 ترے فضل و کرم سے یارب ہے موت اُن سے
 دونوں جہاں میں کامیاب ہیں مددِ پنجتن میں

مشرق ہے، مرا چاک گریباں صابر
 جنت ہے مرا گوشہ داناں صابر
 پایا ہے انہیں کے در سے میں نے یہ مروج
 میں پنجتنِ پاک کے قریاں صابر



جوش ملیح آبادی سے مخصوص علمی و ادبی جریدہ

جوش شناسی

وابطہ

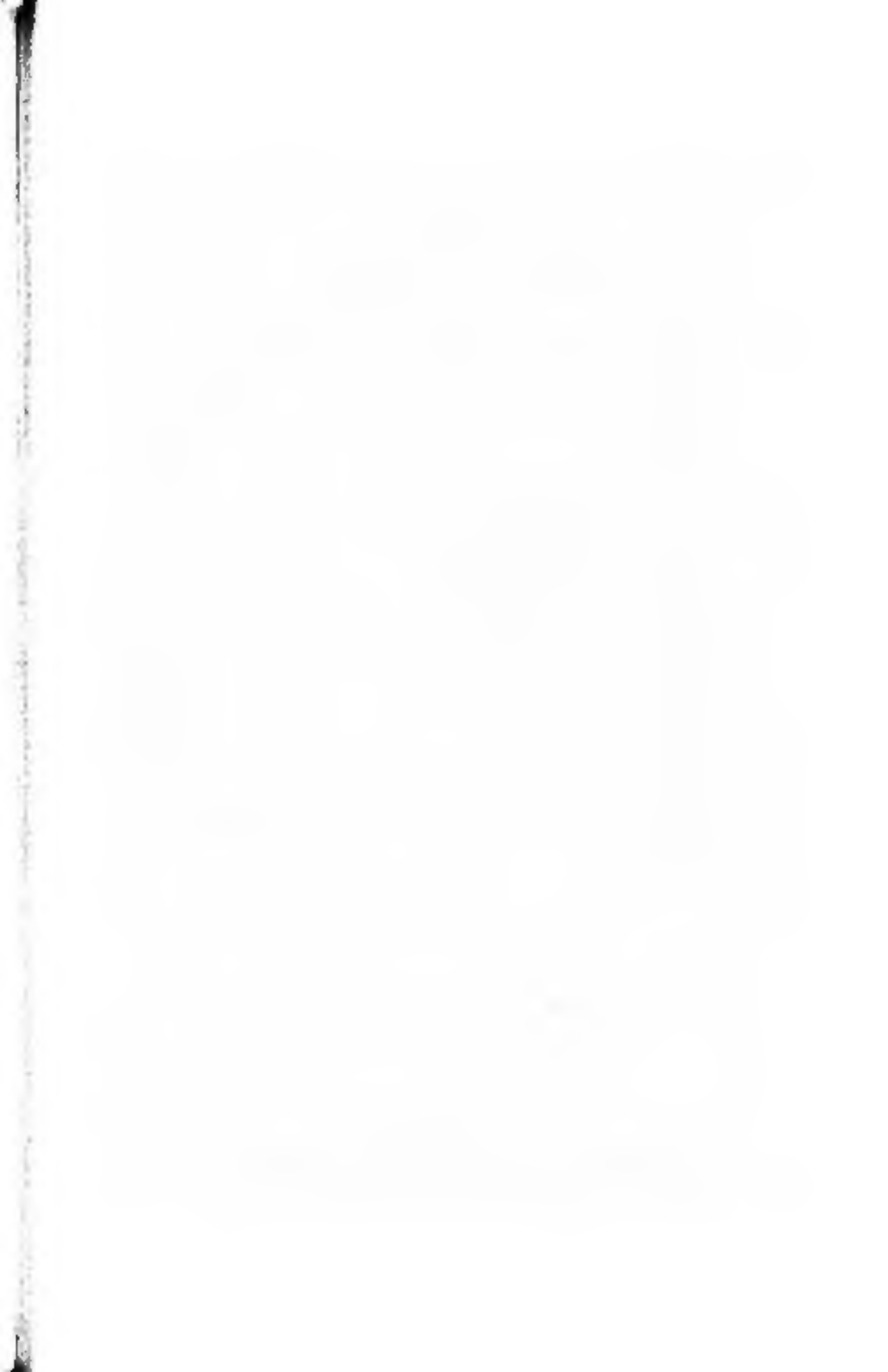
الفاظ کا ڈکشن کراچی

621-34430588-8344-2731947

تعارف صفحہ ... ڈاکٹر ہلال نقوی

دلاوت:	۱۸ فروری ۱۹۵۰ء راولپنڈی، پنجاب
نام:	سید ہلال رضا نقوی
آبائی محل:	اسروہ، آتر پھل
والدین:	سید حزیل حسین نقوی، سیدہ سنا عروہ خانم
ابتدائی تعلیم:	مسلمہ اسکول راولپنڈی
انٹرمیڈیٹ، گریجویٹ:	سراج اللہ ولسکاٹ کراچی
ایم اے:	مارچ ۱۹۷۲ء کراچی یونیورسٹی
پی ایچ ڈی:	مارچ ۱۹۸۵ء کراچی یونیورسٹی
اساتذہ:	چشمہ طبع آبادی، پروفیسر یحییٰ حسین، جم اسروہی
پیشہ:	ہکی، فٹ بال
آخری سرکاری ملازمت:	صدر شعبہ اردو گورنمنٹ ڈگری کالج، پاکستان جوہر کراچی
موجودہ تہذیب:	وزیر تعلیم، پاکستان اسلامی سینٹر، کراچی یونیورسٹی
شادی:	۲۵ مئی ۱۹۷۹ء
شریک حیات:	سیدہ نسیم رضوی (ایم اے مارچ ۱۹۷۲ء)
اولاد:	بیٹا، علی ہادی (پی ایچ ڈی، سٹوڈنٹ، نائل ہندی یونیورسٹی، ایلی ٹکس، کینیڈا) بیٹی، ملیحہ انور (نمبر ۱ وزیر تعلیم، پاکستان ایگسٹ، کراچی یونیورسٹی)
دعائی شاعری:	ہلال، شعل، ملاعن، مثل، پس، تاریخ
شعری مجموعہ:	اکاروں کے آئینہ (تھمیں) اندر ترتیب
انجمن:	۱۔ جلی شاعری ۲۔ دعائی ادب
ادبی سفر:	لندن، نیو یارک، اسلام آباد، کراچی، لاہور، کھٹواہی، مارچ ۱۹۷۲ء







جوش ملیح آبادی



ن